عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | ۱۷تا۲۳؍شوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍اپریل ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۱۵

حضرت حافظ حسین احمدؒ کا وصال

بلوچستان میں دہشت گردی

جعفر ایکسپریس پر حملہ، مسافر یرغمال

اکابر علمائے کرام کے مواعظ و نصائح

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

انویسمنٹ کی نیت سے خریدی گئی جائیداد پر زکوٰۃ

س:...... میں ایک فلیٹ میں رہتا ہوں جو میرا ذاتی ہے، اس کے علاوہ میں نے مختلف جگہوں پر پلاٹ خریدے ہیں، جو سب اس نیت سے خریدے ہیں کہ جب ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کر کے ایک بڑا گھر خریدوں گا۔ بس میری یہی نیت ہے، اس کے علاوہ ایک دکان بھی ہے، جو میرے استعمال میں ہے، اس کو میں گیراج کے طور پر استعمال کرتا ہوں، اپنی گاڑی کھڑی کرتا ہوں، اس کے علاوہ ایک گھر بھی خریدا ہے، اس میں بھی یہی نیت ہے کہ جب اچھی قیمت لگے گی تو فروخت کردوں گا، میرا مقصد ان سب چیزوں کو فروخت کر کے ایک بڑا مکان لینے کا ہے۔ پوچھنا یہ تھا کہ کیا اس ساری پراپرٹی پر مجھے زکوۃ ادا کرنا ہوگی؟ کوئی کہتا ہے کہ پراپرٹی پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ کیا یہ بات درست ہے؟

ج:......واضح رہے کہ جو جائیداد اپنی یا اپنے بچوں کی ضرورت کے لئے خریدی جائے یا خریدتے وقت سرمایہ داری کی نیت نہ ہو تو ایسی خریدی گئی جائیداد پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔ چاہے وہ پلاٹ ہو، مکان ہو، دکان ہو یا کوئی فلیٹ ہو اور چاہے وہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں، ہاں! اگر ضرورت سے زیادہ جائیداد لی ہو اور اس کو کرایہ پر دیا ہو تو صاحبِ نصاب شخص کے لئے زکوٰۃ نکالتے وقت اگر یہ کرایہ بھی موجود ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ لیکن جو جائیداد خریدتے وقت ہی سرمایہ داری کی نیت ہو کہ جب قیمت اچھی ملے گی تو فروخت کردیں گے، ایسی جائیداد مالِ تجارت کے حکم میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ زکوٰۃ نکالتے وقت اس کی جو بھی بازار میں قیمت ہوگی اس کا اعتبار کیا جائے گا نہ کہ قیمتِ خرید کا۔ اس لئے اگر بازار میں قیمت بڑھ گئی ہو تو اسی حساب سے زکوٰۃ ادا کریں گے اور اگر قیمتِ خرید سے کم ہوگئی ہو تو بھی موجودہ بازار میں قیمت کے حساب سے ہی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں جو فلیٹ آپ نے رہنے کے لئے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، اسی طرح دکان اپنی ذاتی ضرورت یعنی گاڑی کھڑی کرنے کے لئے خریدی ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ اس کے علاوہ جو پلاٹ اور مکان اس نیت سے خریدے ہیں کہ جب اچھی قیمت ملے گی تو فروخت کردوں گا اس میں سرمایہ داری کی نیت ہونے کی وجہ سے یہ مالِ تجارت کے حکم میں ہیں، اس کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ لازم ہے۔

سیّد کے ساتھ زکوٰۃ کے علاوہ مال سے تعاون کیا جائے

س:.... ایک شخص سیّد ہے، اس کی بیوی بھی سیّدہ ہے اور وہ ضرورت مند ہیں، کیا زکوٰۃ کی مد میں ان کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں؟

ج:.... سیّدوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگر وہ ضرورت مند ہیں تو زکوٰۃ کے علاوہ ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے جو ان شاءاللہ العزیز! بہت ہی باعث اجروثواب کا باعث ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۴ ۔ ۱۷ تا ۲۳ رشوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ راپریل ۲۰۲۵ء ۔ شمارہ: ۱۵

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت حافظ حسین احمد رحمہ اللہ کا وصال	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
بلوچستان میں دہشت گردی	۷	خورشید حسین قاسمی
دل کی اصلاح کیجئے!	۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
اکابر علماء کرام کی واعظ و نصائح	۱۲	مولانا ابوعمار فیاض عثمانی
حافظ حسین احمدؒ	۲۰	جناب حافظ خرم شہزاد
قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق	۲۲	جناب سیّد نجیب اللہ ژوبی
حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۶	، ، ، ،

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۱۹ فصل:.... ۵ھ کے واقعات

۱۲:.... غزوۂ خندق ہی میں یہ معجزہ بھی ہوا کہ حضرت عمرہ بنتِ رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت بشیر اور اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کو کھلانے کے لئے کچھ کھجوریں لائیں، یہ دونوں حضرات خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، وہاں پہنچیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِدھر لاؤ!'' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ڈال دیں، مگر وہ اتنی کم تھیں کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ بھی نہ بھر سکے، بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک کپڑے پر رکھ کر ایک شخص سے فرمایا: اہلِ خندق میں اعلان کردو: ''هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ'' (صبح کے کھانے پر جمع ہو جاؤ)۔ تمام اہلِ خندق جمع ہوئے، سب نے ان کھجوروں سے پیٹ بھرا اور کچھ بقیہ بھی بچ رہا۔

۱۳:.... غزوۂ خندق کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور دیگر مسلمان خواتین ایک قلعے میں محفوظ تھیں، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمّہ محترمہ حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، ایک یہودی اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ ادھر گیا اور قلعے کی دیوار پر چڑھنے لگا، مسلمان لڑائی میں مشغول تھے اور انہیں اس صورتِ حال کا کچھ علم نہیں تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمے کا ایک بانس لے کر اس کے اتنے زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہیں ڈھیر ہو گیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سر کاٹ کر باہر یہودیوں کی جانب پھینک دیا، وہ یہ منظر دیکھ کر بھاگ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے مالِ غنیمت میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حصہ مردوں کے برابر رکھا۔

۱۴:.... غزوۂ خندق کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اِرْمِ! فِدَاکَ أَبِيْ وَأُمِّيْ۔''

ترجمہ:۔۔۔''ہاں تیر پھینکو! میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔''

''میرے ماں باپ قربان'' کا لفظ جنگِ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا تھا۔

۱۵:.... غزوۂ خندق میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ مسلمان قیصر و کسریٰ کے خزانے فتح کریں گے، تو عبداللہ بن اُبیّ اور معتّب بن قشیر وغیرہ منافقوں نے کہا: ''یہاں خوف کے مارے حالت یہ ہے کہ کسی کو بیت الخلا تک جانے کی ہمت نہیں ہے، اور یہ میاں صاحب قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا سبز باغ دِکھاتے ہیں۔'' اور کچھ منافقوں نے کہا: ''اے یثرب والو! تم اس مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے، بس اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔'' چنانچہ بہت سے منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھروں کو لوٹنے لگے، بہانہ یہ تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان نفاق پیشہ لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: ''اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۔ الآیۃ۔'' (الاحزاب:۱۲)

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت حافظ حسین احمد رحمتہ اللہ علیہ کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

بدھ کے دن عشاء کے لگ بھگ جمعیت علمائے اسلام کے سینئر راہنما سابق سینیٹر مولانا حافظ حسین احمد انتقال فرمائے آخرت ہو گئے،

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عرض محمدؒ مہتمم وبانی جامعہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ کے ہاں حافظ حسین احمد نے ۱۹۵۱ء میں آنکھ کھولی۔آپ نے حفظِ قرآن مجید اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے مدرسے میں ہی حاصل کی۔اسکول کی تعلیم بھی کوئٹہ سے حاصل کی۔آپ کے والد گرامی مولانا عرض محمد صاحبؒ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی اکابر میں سے تھے۔حافظ صاحب دوران طالب علمی میں جمعیت طلبا اسلام میں متحرک رہے۔ ۱۹۷۳ء میں جمعیت علمائے اسلام کی رکنیت اختیار کی اور بہت جلد ایک مقبول اور ہر دلعزیز راہنما بن کرابھرے۔جمعیت علمائے اسلام کے ٹکٹ پر پہلی بار صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔پھر دوبار قومی اسمبلی اور ایک بار سینیٹ آف پاکستان کے بھی ممبر منتخب ہوئے۔حافظ حسین احمد صاحب جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی عہدوں پر عرصہ تک سرفراز رہے۔آپ صحت کے زمانہ تک جمعیت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات بھی رہے اور بڑے فعال رہے۔آپ نے بڑی آب وتاب سے اس منصب کو عروج بخشا۔میڈیا والے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اور آپ کے برجستہ جملوں کی سرخیاں بنائی جاتی تھیں۔

جناب پرویز مشرف کے دور آمریت میں پاسپورٹ میں خانہ مذہب کے اندراج کے لئے تحریک چلی تو حافظ حسین احمد کی سربراہی میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے جمعیت علمائے پاکستان کے راہنما مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، جماعت اسلامی کے بزرگ راہنما جناب لیاقت بلوچ اور فقیر راقم پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔اس تحریک کو ان دنوں فعال اور موثر بنانے میں حضرت حافظ صاحبؒ نے دن رات ایک کر دیئے۔کمیٹی کے ذریعے احتجاجی پروگرام ملکی سطح پر تشکیل دیئے۔گورنمنٹ سے ملاقاتیں، محکمہ داخلہ اور نادرا دفاتر سے رابطہ، گویا شش جہات اس جدوجہد کو کامیاب بنانے میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔

اس تحریک کے سلسلے میں آخری جلوس جو اسلام آباد میں نکالا گیا اور زیرو پوائنٹ پر احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا، اس میں حضرت قاضی حسین احمد

مرحومؒ، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر اور دیگر مرکزی قائدین کے ساتھ آپ کا یادگار خطاب ہوا اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ اہل دین کا مطالبہ تسلیم کرلیا گیا اور ایک بڑا مسئلہ حل ہوگیا۔ اس آخری احتجاجی جلوس و جلسہ میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ یورپ کے تبلیغی اور دعوتی سفر اور قائد محترم مولانا فضل الرحمٰن اپنی علالت کے باعث شریک نہ ہوسکے تھے۔ ان حضرات کی غیر موجودگی میں متذکرہ بالا قیادت نے اس خلا کو پُر کیا، جس میں حافظ حسین احمد سب سے نمایاں تھے۔

حضرت حافظ حسین احمدؒ بہت فعال اور متحرک سیاسی و دینی راہنما تھے۔ آپ جہاں جاتے، وہاں کے جماعتی ساتھیوں میں ایک نیا جذبہ عمل پیدا ہوتا اور کام کی وسعت اور جماعتی سرگرمیوں میں بہار کا سماں قائم ہوجاتا۔ حضرت حافظ صاحبؒ جہاں جماعتی سطح پر ہمیشہ ممتاز و نمایاں رہے، وہاں بڑے عرصے تک ملک کی مرکزی قیادت میں آپ کا شمار رہا۔ آپ کی رائے کا ہر جگہ احترام رہا۔ بسا اوقات مشکل سے مشکل بات کو پارلیمنٹ، پبلک جلسوں یا پریس کے سامنے آپ بذلہ سنجی سے اتنے آسان پیرایہ میں بیان کردیتے تھے کہ جو سنتا وہ عش عش کر اٹھتا اور پھر مدتوں اس کو دہرا کر عوام و خواص لطف اندوز ہوتے رہتے۔ پارلیمان کے جس ایوان میں بھی آپ ہوتے، وہاں آپ کی وجہ سے رونق لگی رہتی۔ تلخ سیاسی حقائق کو شگفتہ انداز میں بیان کرنا آپ کا خاصا تھا۔

حافظ صاحبؒ کی زندگی میں جماعتی حوالے سے کچھ اتار چڑھاؤ بھی آیا، لیکن بالآخر دو چار دن کے بعد بہرحال یہ اپنی جماعت جمعیت علمائے اسلام کے علمبردار کے طور پر آگے بڑھتے نظر آئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی تربت کو سراپا رحمتوں سے مالا مال فرمائے۔ حافظ صاحب مرحوم کچھ عرصے سے شوگر اور گردوں کی خرابی کے عارضے میں مبتلا تھے۔ تمام تر پریشان کن صورتحال کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ بڑے بلند حوصلہ کے ساتھ مرکزی پروگراموں میں تشریف لاتے، جماعتی رفقاء سے رابطے میں رہتے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے۔ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم نے سو فیصد صحیح کہا کہ ان کی وفات سے حسین یادوں کا ایک سنہری باب اپنے اختتام کو پہنچا۔ وہ کیا گئے کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا ایک یادگار باب بند ہوگیا۔ حق تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین!

بلوچستان میں دہشت گردی

جعفر ایکسپریس پر حملہ، مسافر یرغمال

خورشید حسین قاسمی

وطن عزیز پاکستان گزشتہ کچھ عرصہ سے بدامنی اور دہشت گردی کا شکار ہے، خصوصاً صوبہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں آئے روز عوام اور سیکورٹی فورسز دہشت گردوں کے نشانے پر ہیں، رمضان کے مبارک مہینے سے ایک روز قبل جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانیؒ خودکش حملے میں شہید کر دیے گئے، پھر رمضان المبارک میں بنوں کینٹ پر دہشت گردوں کے حملے میں ۱۲ شہری شہید ہو گئے، شمالی وزیرستان کے علاقے ایدک میں خودکش حملے میں ۲ فوجی اور ۲ شہریوں سمیت ۱۰ افراد زخمی ہوئے، کرم سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے میں ۴ اہلکار شہید کر دیے گئے، جنوبی وزیرستان کے سرحدی قصبے اعظم ورسک میں مسجد میں بم دھماکے سے جمعیت علمائے اسلام لوئر وزیرستان کے امیر مولانا عبداللہ ندیم سمیت ۴ افراد زخمی ہو گئے، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پاک فوج کے کیپٹن حسنین اختر دہشت گردوں سے مقابلے میں دلیری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، بلوچستان کے علاقوں قلات اور نوشکی میں 4 پولیس اہلکار اور 4 مزدور دہشت گردی کا نشانہ بنائے گئے، قلات میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر خودکش حملے میں ایک سپاہی مادرِ وطن پر قربان ہو گیا، بلوچستان کے ضلع نوشکی میں ایف سی کے قافلے پر کالعدم بی ایل اے کے خودکش حملے میں تین سیکورٹی اہلکاروں سمیت 5 افراد شہید اور 35 زخمی ہوئے، جب کہ کرک میں گیس تنصیبات پر حملوں میں 2 اہلکار جام شہادت نوش کر گئے۔

یہ چنیدہ واقعات کی ایک جھلک ہے، اس کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں میں قتل وقتال کے چھوٹے بڑے واقعات اور شہر کراچی میں بدامنی بالخصوص ٹریفک حادثات کی زد میں آنے والوں کا شمار الگ ہے۔ لیکن اس سب کے دوران دہشت گردی کا سب سے بڑا سانحہ بلوچستان کے علاقہ بولان میں پیش آیا، جہاں آگ وخون کا یہ عفریت خطے کے امن وسکون کو چاٹ گیا۔ اس کی تفصیل مندرجہ خبر میں ملاحظہ ہو: ’’کوئٹہ/ ڈھاڈر (نمائندگان جنگ) کچھی بولان میں پنیر ریلوے اسٹیشن کے قریب دہشت گردوں کا کوئٹہ سے پشاور جانے والی جعفر ایکسپریس پر حملہ، ٹرین کو ہائی جیک کرنے کے بعد 400 مسافروں کو یرغمال بنالیا، کوئٹہ سے پشاور جانے والی جعفر ایکسپریس سبی کے قریب پہنچی تو دہشت گردوں نے ٹریک دھماکے سے اڑا دیا، پہاڑوں سے اندھا دھند فائرنگ کے بعد ٹرین ڈرائیور زخمی ہو گیا، زخمی ڈرائیور ٹرین واپس سرنگ میں لے گیا جسے دہشت گردوں نے دونوں اطراف سے گھیرے میں لے کر یرغمال بنالیا، فورسز کا 4 گن شپ ہیلی کاپٹرز کے ساتھ آپریشن جاری ہے، آپریشن میں اسپیشل کمانڈوز بھی شریک ہیں جنہوں نے 16 دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا جبکہ خواتین اور بچوں سمیت 104 مسافروں کو بازیاب کروالیا گیا ہے، سیکورٹی ذرائع کے مطابق دہشت گردوں نے خواتین اور بچوں کو ڈھال بنالیا ہے، امریکی نشریاتی ادارے نے ریلوے کے سینئر افسر عمران حیات کے حوالے سے بتایا کہ دہشت گردوں کی کارروائی میں ٹرین ڈرائیور سمیت 10 افراد شہید ہو گئے ہیں...... دہشت گرد درجنوں مسافروں کو اپنے ساتھ لے گئے، رات گئے تک سیکورٹی فورسز کا کلیئرنس آپریشن جاری رہا، کالعدم تنظیم بی ایل اے نے حملے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے، سبی اور کوئٹہ سے جانے والی ریلیف ٹرینوں کو راستے ہی میں روک دیا گیا۔...... سیکورٹی ذرائع کے مطابق 104 یرغمال مسافروں کو فورسز نے دہشت گردوں سے رہا کروایا، رہا ہونے والوں میں 43 مرد، 26 عورتیں اور 11 بچے شامل ہیں جو باحفاظت پنیر اسٹیشن پہنچ گئے، 17 زخمیوں کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے، سیکورٹی ذرائع کے مطابق باقی مسافروں کی باحفاظت رہائی کے

لئے فورسز کوشاں ہیں، دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا ہے، آخری دہشت گرد کے خاتمے تک آپریشن جاری رہے گا۔ سیکورٹی ذرائع کے مطابق کوئٹہ سے چار سو مسافروں کو پشاور لے جانے والی جعفر ایکسپریس پیر کو تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب جب پیرو کنری کے پاس ریلوے ٹنل نمبر 8 سے سبی کی جانب باہر نکلی تو قریبی پہاڑوں پر موجود دہشت گردوں نے ریلوے ٹریک کو دھماکا خیز مواد سے اڑا دیا اور شدید فائرنگ کی۔ فائرنگ سے ڈرائیور امجد شدید زخمی ہو گیا تاہم وہ زخمی حالت میں ٹرین کو ریورس کر کے سرنگ میں لے گیا تاکہ پہاڑوں سے ہونے والی فائرنگ سے بچا جا سکے۔ تاہم دہشت گردوں نے سرنگ کو دونوں اطراف سے گھیرے میں لے کر ٹرین کو یرغمال بنا لیا اور ٹرین میں گھس کر مسافروں کے شناختی کارڈ چیک کر کے درجنوں مسافروں کو اتار کر ساتھ لے گئے۔ ذرائع کے مطابق جاں بحق ہونے والے افراد چھٹیوں پر اپنے آبائی علاقوں کو جا رہے تھے۔ یرغمالیوں کی بازیابی کے لئے سیکورٹی فورسز اور حملہ آوروں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ رات گئے تک جاری رہا۔‘‘

(روزنامہ جنگ،۱۲/مارچ/۲۰۲۵ء)

بعد ازاں پاک فوج کے ترجمان نے پریس کانفرنس میں بتایا: ’’جعفر ایکسپریس پر حملے میں 18 سیکورٹی اہلکاروں سمیت 26 افراد شہید ہوئے‘ مرنے والوں میں ریلوے پولیس کے تین اہلکار اور پانچ عام شہری شامل ہیں‘ یہ شہادتیں آپریشن شروع کیے جانے سے قبل ہوئیں‘ اس کے علاوہ پوری کارروائی کے دوران ایف سی کی 5 آپریشنل شہادتیں بھی ہوئی ہیں جن میں ایف سی کے 3 جوانوں کو دہشت گردوں نے ٹرین کو نشانہ بنانے سے قبل چوکی پر حملہ کر کے شہید کیا، ایف سی کا ایک جوان 12 مارچ کی صبح فائرنگ کے تبادلے میں شہید ہوا‘ ٹرین میں ڈیوٹی پر مامور ایف سی کے جوان کی بھی حملے کے دوران شہادت ہوئی ہے۔ 354 یرغمالیوں کو زندہ بازیاب کروایا گیا ہے جن میں 37 زخمی بھی شامل ہیں جس کی وجہ سے ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے‘ دہشت گرد کسی مسافر کو یرغمال بنا کر اپنے ساتھ نہیں لے گئے...... ڈی جی آئی ایس پی آر لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری نے کہا کہ دہشت گردوں نے منظم انداز میں کارروائی کی، جعفر ایکسپریس واقعہ انتہائی دشوار گزار علاقے میں پیش آیا‘ ٹرین سے پہلے دہشت گردوں کی بڑی تعداد نے ایف سی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، جہاں ایف سی کے 3 جوان شہید ہوئے۔ دہشت گردوں نے آئی ای ڈی کی مدد سے ریلوے ٹریک کو دھماکے سے اڑایا اور مسافروں کو ٹرین سے اتار کر ٹولیوں میں تقسیم کیا‘ جعلی ویڈیوز کے ذریعے پاکستان کے خلاف بیانیہ بنانے کی کوشش کی گئی...... دہشت گردوں نے 11 مارچ کی رات یرغمالیوں کے ایک گروپ کو لسانی بنیاد پر چھوڑا، جس کی کچھ لاجسٹک وجوہات تھیں کیونکہ اتنے لوگوں کو قابو نہیں کیا جا سکتا، دوسرا یہ کہ انہیں خود کو انسانیت دوست ہونے کا تاثر دینا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ دہشت گردوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کو ٹرین پر چھوڑا اور ایک بڑی تعداد پہاڑوں میں اپنے ٹھکانوں کی جانب چلی گئی، جن کی نگرانی کرنے کے بعد سکیورٹی فورسز نے انہیں نشانہ بنا کر ختم کیا اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ ترجمان پاک فوج نے بتایا کہ 12 مارچ کی صبح ہماری فورسز نے اسنائپرز کے ذریعے دہشت گردوں کو نشانہ بنایا تو یرغمالیوں کا ایک گروپ دہشت گردوں کے چنگل سے بھاگ نکلا، جنہیں ایف سی کے جوانوں نے ریسکیو کیا جبکہ دہشت گردوں کی فائرنگ سے کچھ یرغمالی شہید بھی ہوئے۔‘‘

(روزنامہ جنگ،۱۵/مارچ/۲۰۲۵ء)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کی تمام فیصلہ کن قوتیں مل بیٹھ کر دہشت گردی کی اس نئی لہر کا مستقل حل نکالیں اور اپنے وطن کو مضبوط بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام شہدا کے درجات بلند فرمائے اور زخمیوں کو صحت عطا فرمائے، ملک دشمنوں اور ان کی سازشوں کو ناکام بنائے، آمین، بحرمۃ النبی الکریم!

اجلاس علمائے کرام گلبرگ ٹاؤن

۵/اپریل ہفتہ صبح ۱۱ بجے مسجد اختر (گلبرگ بلاک ۱۱) میں حضرت مولانا خرم عباسی مدظلہ کی میزبانی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ٹاؤن کے علمائے کرام کے اجلاس میں مولانا عبدالحئی مطمئن نے تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت اور افادیت پر گفتگو کی، تمام شرکاء نے اسے سراہا اور بھرپور کام کرنے کا عزم کیا۔ اکابرین عالمی مجلس محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری اور شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا، آخر میں راقم (محمد قاسم) نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

دل کی اصلاح کیجئے

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

شریعت نے انسان کے لئے زندگی کا جو نظام مقرر کیا ہے، وہ اس کے پورے وجود کا احاطہ کرتا ہے، سر سے لے کر پاؤں تک جسم کا کوئی عضو نہیں، جس کے لئے شریعت کی کوئی ہدایت موجود نہیں ہو؛ کیوں کہ انسان کو خدا سے بندگی کی نسبت حاصل ہے، اللہ معبود ہیں اور انسان عبد، اللہ خالق ہیں اور انسان مخلوق ہے، اللہ مالک ہیں اور ہم سب اس کے مملوک، آقا کا حق ہے کہ غلام کی ہر حس و حرکت اس کے منشا کے مطابق ہو اور مالک کو حق ہے کہ اپنی ملکیت میں ایک ایک ذرہ پر اس کا تصرف جاری رہے؛ اس لئے انسان کی بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا پورا وجود احکام الٰہی کے تابع ہو اور اسی لئے شریعت کے احکام انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کرتے ہیں۔

جیسے شریعت نے انسان کے ظاہر کے لئے احکام دیئے ہیں، اسی طرح اس کے باطن کے لئے بھی بہت سے احکام دیئے ہیں، مثلاً جب کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کھڑا ہو، رُکوع کرے، سجدہ کرے، قیام میں قرآن مجید کی تلاوت اور رُکوع وسجدہ میں تسبیحات کا اہتمام کرے، رمضان المبارک میں صبح کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے سے رُکا رہے، یہ اور اس طرح کے ہزاروں احکام ہیں، جن کا تعلق ظاہری افعال سے ہے، اس کے ساتھ ساتھ بہت سے باطنی افعال بھی ہیں، جن کا حکم دیا گیا ہے، نماز کے وقت انسان کے اندر خشوع کی کیفیت ہو: ’’الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔‘‘ (مومنون:۲) نماز پڑھنے کی وجہ سے یہ کیفیت حاصل ہو کہ اللہ کی یاد اس کے دل میں بس جائے: ’’وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ‘‘ (طٰہٰ:۱۴) انسان کے اخلاق بہتر ہوں، اس میں نرم خوئی ہو، مخلوق کے ساتھ ایثار و شفقت ہو، تواضع اور کسر نفسی ہو، ریا اور دکھاوے کا جذبہ نہ ہو، خدا کا خوف بھی ہو اور خدا کی محبت بھی، گناہ پر شرمندگی اور ندامت کا احساس ہو، اللہ کی توفیق سے کوئی نیک کام کرے تو خوشی کا احساس ہو اور کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو رنج وملال ہو، یہ اور اس طرح کے بہت سے افعال ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے۔

ظاہری افعال کا صدور جسم کے مختلف ظاہری اعضاء زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے ہوتا ہے اور باطنی افعال کا سرچشمہ انسان کا دل ہے؛ اسی لئے قرآن مجید میں اس انسان کو کامیاب و بامراد بتایا گیا ہے، جو اللہ کے دربار میں اللہ کی طرف جھکنے اور اللہ کی مرضیات کو بجالانے والا دل لے کر آئے؛ کیوں کہ جس دل میں انابت ہوگی، اسی میں اللہ تعالیٰ کی خشیت بھی ہوگی: ’’مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاۗءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ‘‘ (ق:۳۳) قیامت کے دن ایسا ہی پاکیزہ دل انسان کے کام آئے گا: ’’يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ، اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ‘‘ (شعراء:۸۸-۸۹) جو لوگ ہدایت سے محروم ہیں، ان کا سب سے بڑا مرض یہ ہے کہ ان کے دلوں میں قبولیت کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے: ’’لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا‘‘ (اعراف:۱۷۹) یہاں تک کہ بعض دفعہ تو انسان اپنی اس بے توفیقی پر اترانے لگتا ہے اور اس کے دل کے دروازے اس طرح بند ہو جاتے ہیں کہ وہ جذبۂ خیر سے بالکلیہ محروم ہو جاتا ہے: ’’وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ۔‘‘ (بقرہ:۸۸) قلب انسانی کی اسی اہمیت اور اعمال و اخلاق میں اس کے غیر معمولی کردار کی وجہ سے قرآن مجید میں بار بار اس بات کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے احوال سے واقف ہیں: ’’وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔‘‘ (حدید:۶)

انسان کے لئے ایک بہت بڑی ضرورت دل کے اصلاح کی ہے؛ کیوں کہ تمام اچھے اور برے اعمال کا اصل سرچشمہ انسان کا دل ہے: چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب اس کا رُخ درست ہو جاتا ہے تو انسان کی ساری زندگی درست ہو جاتی ہے اور اگر وہ درست نہ رہا تو انسان کا پورا وجود بگاڑ میں مبتلا ہو جاتا ہے:

”إن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح كله وإذا فسدت فسد كله ألا وهي القلب۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر:۱۰۱۸۰)

اس وقت دنیا میں شاید سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ انسان کے دل بدلے جائیں، صنعت وٹیکنالوجی نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ زمین کی گہرائیوں سے لے کر فضاء کی اتھاہ بلندیوں تک ہر جگہ انسان رسائی حاصل کرچکا ہے اور مسلسل اس کی ترقی کا سفر جاری ہے، راحت وآسائش کے ایسے ایسے سامان اس نے کرلئے ہیں کہ گویا وہ جنت کا مقابلہ کرنے کے لئے کوشاں ہے؛ لیکن دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ اس کی یہ علمی ترقی انتہائی غلط مقاصد کی طرف بڑھتی جارہی ہے، اس نے انسان کی زندگی بچانے کے لئے جتنی دوائیں ایجاد کی ہیں، اس سے زیادہ انسان کو ہلاک کرنے والے ہتھیار بنالئے ہیں، میڈیکل سائنس ترقی کے اوجِ کمال پر پہنچ چکی ہے، اس نے علاج کے نت نئے طریقے دریافت کرلئے ہیں؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علاج کو تجارت بنالیا گیا ہے، تعلیمی اداروں کی بہتات ہے اور شرح تعلیم میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیم جیسے مقدس پیشہ کو خالصتاً کسبِ زر کا ذریعہ بنالیا گیا ہے اور تعلیم نے زبردست کاروبار کی حیثیت اختیار کرلی ہے، پھر ان اداروں سے سند فراغت حاصل کرکے جو لوگ میدانِ عمل میں اُترتے ہیں، دن ورات وہ سنگین قسم کے الزامات میں ماخوذ ہوتے رہتے ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ جو لوگ دین کے مختلف شعبوں سے جڑے ہوئے ہیں، مال کی طمع اور عہدہ وجاہ کی حرص نے انھیں بھی اپنی زلفوں کا اسیر بنا رکھا ہے، بڑی بڑی دینی جامعات میں اس بات کی لڑائی ہے کہ ناظم اور صدر مدرس کون بنے گا؟ تنظیموں میں صدر اور جنرل سیکریٹری بننے کے لئے جنگ وجدال کا ایسا بازار گرم ہے کہ عام مسلمان اس کا حال سن کر انگشت بدنداں ہیں، دینی جماعتوں میں جھگڑا ہے کہ امیر کون ہوگا اور شوریٰ میں کس کی حصہ داری ہوگی؟ بخاری شریف کا آغاز ایک ایسی حدیث سے ہوتا ہے، جس میں اخلاص نیت کی تعلیم دی گئی ہے؛ لیکن صورت حال یہ ہے کہ جن لوگوں نے پوری پوری عمر قرآن وحدیث کی تدریس میں گزاری ہے، وہ اس بات پر لڑتے ہیں کہ بخاری شریف کا درس تجھ سے متعلق ہو یا مجھ سے؟ کیوں کہ مدارس کے اندر بخاری شریف کے درس سے لوگوں نے عزت و وقار کو متعلق کرلیا ہے، انتہاء یہ ہے کہ دینی جامعات اور دینی تنظیموں کے مقدمات سرکاری عدالتوں میں چل رہے ہیں، جو لوگ عام مسلمانوں کو سرکاری عدالتوں میں جانے سے روکتے ہیں، وہ خود عدالتوں کی چوکھٹ پر کھڑے ہیں، خانقاہیں تزکیۂ قلوب کا مرجع تھیں؛ لیکن یہاں تولیت کے جھگڑے ہیں اور اوقاف پر قبضہ و تصرف کی لڑائی ہے۔

آخر یہ سب کچھ کیوں؟ کیا اس کا سبب علم کی کمی ہے؟ کیا اس کا باعث معاشی پسماندگی ہے؟ کیا اس کی وجہ تعلیم کا پچھڑا پن ہے؟؟ نہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے در و دیوار کو سجانے کی کوشش کی، جسم وتن کو آراستہ کیا، علوم و فنون کے چراغ روشن کئے، ایجادات و اختراعات پر اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں، عیش وعشرت کے نقشے سجائے؛ لیکن دل کی دنیا کو سجانے کی کوئی کوشش نہیں کی، یہ دنیا اندھیری کی اندھیری رہ گئی، اور اس دنیا کی تاریکیاں بڑھتی چلی گئیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری مثال اس ظاہر بین کاشت کار اور باغبان کی ہوگئی ہے، جو پودوں کے تنوں اور درختوں کی ٹہنیوں پر تو پانی کا ایک دریا بہادے؛ لیکن جڑوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پہنچائے؛ حالاں کہ جب تک جڑوں میں تراوٹ وتازگی نہ پیدا ہوگی، اس وقت تک تنوں اور شاخوں کو پانی دینا کچھ کام نہ آئے گا۔

اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی اصلاح کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا؛ کہ جب دل کی دنیا روشن ہوگی تو دین کے تمام شعبوں میں روشنی آئے گی، اسی کو قرآن مجید میں تزکیہ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ ذمہ داری قرار دیا گیا ہے کہ وہ انسان کے باطن کو گناہ کی آلائشوں سے پاک کریں: ”يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ“ (آل عمران:۱۶۴) اور اسی کو حدیث میں ”احسان“ فرمایا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، یا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو اس بات کا استحضار ہو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں: ”أن تعبد اللہ کأنک تراہ فإن لم تکن تراہ فإنه یراک۔“

(بخاری، حدیث نمبر:۴۸) عبادت، نماز وروزہ ہی تک محدود نہیں ہے، یہ تو عبادت کے اعلیٰ ترین مظاہر ہیں؛ لیکن اصل یہ ہے کہ عبد کے ہر عمل میں عبادت کا رنگ ہو اور بندہ کا ہر لمحۂ زندگی بندگی کے نور سے روشن ہو، خاندانی زندگی ہو، لوگوں کے ساتھ معاملات ہوں، یا انسان کے اخلاق، ہر جگہ اور ہر موقع پر خدا کا استحضار ہو، جیسے انسان کتنی بھی تیز سواری پر چلا رہا ہو، اگر سواری کو کنٹرول کرنے والا کیمرہ آجائے تو آدمی اپنی رفتار پر فوراً کنٹرول کرتا ہے؛ حالاں کہ سامنے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی، ٹوکنے والی کوئی زبان نہیں ہوتی اور بظاہر ایکسیڈنٹ کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا؛ لیکن اس کے باوجود گاڑی چلانے والا احتیاط کا دامن تھام لیتا ہے، اس کے بڑھتے قدم تھم جاتے ہیں، دل کی اصلاح سے انسان کے رویہ میں یہی مثبت تبدیلی آتی ہے۔

دل میں صالح تبدیلی ہی کا نام تقویٰ ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”التقوی ھھنا وأشار إلی الصدر“ رمضان المبارک تقویٰ کا مہینہ ہے اور روزے اسی لئے فرض کئے گئے ہیں کہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہو: ”کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ“ (بقرہ:۱۸۳) تقویٰ کی تربیت کے اس مہینے میں ہر مسلمان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے اور دل کی دنیا روشن کرنے کی فکر ہونی چاہئے، ہر عہد میں اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے گزرے ہیں، معروف کرخی اور بشر حافی، شفیق بلخی اور بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور ابوبکر شبلی، شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ محمد رفاعی، شیخ ابوالحسن شاذلی اور خواجہ عثمان ہارونی، خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی، خواجہ باقی باللہ اور شیخ احمد سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ اور پھر ان کے بعد آنے والے علماء و مشائخ، یہ سب دل کی دوا بیچنے والے، باطن کے معالج اور روحانیت کے سوداگر تھے، جن کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہوئی اور بے شمار افراد ہدایت سے سرفراز ہوئے، آج بھی انسان کو حقیقی انسان اور مسلمان کو سچا مسلمان بنانے کے لئے اسی علاج کی ضرورت ہے، اور اسی کی کمی ہے کہ ظاہری کمالات میں ترقی کے باوجود متاعِ انسانیت گم ہوتی جارہی ہے، انسان اگر اپنے من میں ڈوب جائے، اپنی حقیقت کو اچھی طرح سمجھے اور قلب وروح کی تروتازگی کا سامان کرے تو اس کے لئے سراغِ زندگی کو پانا چنداں دشوار نہیں:

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

سیٹھ عبدالرشیدؒ کی رحلت

راقم کی والدہ محترمہ کے دو بھائی تھے: میاں کریم بخش، حاجی عبدالحمید۔ میاں کریم بخش جو راقم کے ماموں کے ساتھ ساتھ سسر بھی تھے۔ ان کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ چار بیٹیاں تھیں دو وفات پاچکی ہیں۔ ایک میری اہلیہ محترمہ ہیں اور دوسری حاجی فیض بخش مرحوم کی بیوہ ہیں۔ حاجی عبدالحمید کو اللہ پاک نے چار بیٹے عطا فرمائے۔ بڑے بیٹے حاجی عبدالعزیز کے گھر راقم کی ہمشیرہ محترمہ ہیں۔ اول الذکر جن کا آج روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوا۔ ان کے گھر راقم کی بڑی بیٹی ہیں۔ مرحوم عبدالرشید جو سیٹھ کے نام سے مشہور ہوئے، درحقیقت وہ پلمبر تھے۔ پانی وگیس کی پائپ فٹنگ کرکے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ اللہ پاک نے انہیں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے دیئے۔ دو بیٹیاں وفات پاچکی ہیں، جبکہ تین بیٹیاں زندہ ہیں۔ دو کی شادی ہوچکی ہے اور ایک کی شادی کی تیاریاں جاری تھیں۔ ۲۳/مارچ ۲۰۲۵ء کو صبح نو بجے گھر سے نکلے اور حادثے کا شکار ہوگئے۔ بیٹے دونوں معذور ہیں۔ ایک دس فیصد شعور رکھتا ہے کہ گھر کی سبزی، گھی، دال لے کر دے سکتا ہے، بھولا بھالا ہے۔ مرحوم نیک سیرت ونیک صورت انسان تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند بلکہ تہجد گزار تھے۔ عمرہ کی سعادت بھی حاصل کرچکے تھے۔ آج بھی روزہ سے تھے۔ راقم کے برادری کے اکثر خورد وکلاں نماز کے پابند ہیں۔ مرحوم تو نماز باجماعت کے پابند تھے۔ راقم پہلے ہی ابتلاء وآزمائش سے گزر چکا ہے کہ راقم کے پوتوں کے سر سے سایہ شفقت ختم ہوچکا تھا۔ میرے بیٹے مولانا ابوبکر صدیقؒ جو عالم فاضل تھے اور ایسے ہی عزیزی نعمان شہزاد کا صدمہ ختم نہیں ہوا تھا کہ راقم کے نواسے بھی باپ کے سایہ سے مرحوم ہوگئے۔ ان کی نماز جنازہ مدرسہ موسویہ پرانا شجاع آباد روڈ ملتان میں راقم کی امامت میں ادا کی گئی جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد بلال، عزیز الرحمٰن رحمانی، عبداللہ اور امیر معاویہ ڈرائیور نے بھی شرکت کی اور بندہ کی ڈھارس بندھوائی۔ اللہ پاک فرزند نسبتی عبدالرشید، فرزند حقیقی مولانا ابوبکر صدیقؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اکابر علمائے کرام کے مواعظ ونصائح

جامعہ خیر المدارس ملتان میں سالانہ تقریب تکمیلِ صحیح بخاری شریف ۱۵؍جنوری ۲۰۲۵ء کو منعقد ہوئی، جس میں ممتاز اکابر علمائے کرام کے بیانات ہوئے، ’’ماہنامہ الخیر ملتان‘‘ کے شکریہ کے ساتھ یہ مواعظ ونصائح قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔(ادارہ)

ضبط وترتیب: مولانا ابوعمار فیاض احمد عثمانی

نصائح: استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد عابد صاحب دامت برکاتہم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد!

حضرات گرامی! وقت مختصر ہے، میں نے دو باتیں عرض کرنی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جب علم پر عمل نہ ہو تو وہ علم فتنہ بن جاتا ہے۔ اس لیے علم پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے، خصوصاً میں فارغ ہونے والے طلبہ سے عرض کروں گا کہ کسی متبع سنت شیخ سے اپنا اصلاحی تعلق قائم رکھیں۔ ہمارے اکابر حضرات کا یہی دستور اور معمول رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے اندر باطنی صفات پیدا ہوں۔ حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ ’’اگر اخلاص نہیں تو قبولیت نہیں اور تقویٰ نہیں تو تاثیر نہیں۔‘‘ آج ہماری زبانوں میں تاثیر کم ہوگئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کسی متبعِ سنت شیخ سے کروائیں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ سارے عقیدے کی بنیاد ہے توحید اور ’’توحید‘‘ کی بنیاد ہے ’’عقیدہ ختم نبوت‘‘ اگر ختم نبوت پر یقین نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ معاذ اللہ! کوئی اور نبی آئے گا جو عقیدہ توحید کی تشریح اور اصلاح کرے گا! ہرگز ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔

الحمدللہ! یہ امت روزِ اوّل سے عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں بڑی حساس رہی ہے اور اس نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس آخری دور کے اندر پچھلی صدی میں جب مرزا قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو الحمدللہ ہر سطح پر علماء نے اُس کا بھرپور تعاقب اور مقابلہ کیا۔ میں یہاں یہ بات عرض کروں گا کہ ختم نبوت کے حوالے سے باقاعدہ ایک کتب خانہ مرتب ہوگیا ہے۔ اس پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، اس سلسلے میں ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ ہر سطح پر کام کررہی ہے، میں اپنے ان فارغ ہونے والے عزیز طلبہ سے کہوں گا کہ آپ جس علاقے میں بھی کام کریں مجلس کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا۔

اللہ پاک نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (شاہین ختم نبوت) کو بہت نوازا ہوا ہے، وہ تواضع کی وجہ سے اپنی بہت سی چیزوں کا ذکر نہیں کرتے، میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ آپ ذکر کریں، ان کے ہاتھ میں کوئی مشکل کتاب آجاتی ہے تو وہ اس طرح موم ہوجاتی ہے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہوجایا کرتا تھا۔ آپ دیکھیں کہ ’’آئینہ قادیانیت‘‘ نامی کتاب حضرت نے مرتب کی تو وہ ایک لاکھ سے زیادہ تعداد میں شائع ہوچکی ہے۔ اس طرح انہوں نے ’’احتسابِ قادیانیت‘‘ کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا، جس میں کچھ تو معروف علماء کے رسائل ہیں اور بہت سے رسائل ایسے ہیں کہ جو غیر معروف علماء کیا، عام لوگوں کے بھی ہیں، کوئی پروفیسر ہے، کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی انجینئر ہے اور کوئی کیا ہے، اللہ ان کو جزائے خیر دے، پتہ نہیں، انہوں نے کہاں کہاں سے رسالے جمع کیے اور اتنا لمبا سلسلہ شروع ہوا کہ اب وہ ساٹھ ستر جلدوں سے متجاوز ہوگیا ہے۔ ہمارے لوگوں کو اور ہمارے طلبہ کو معلوم ہی نہیں، حضرت نے فرمایا کہ ۹۴ جلدیں ہوچکی ہیں، اللہ تعالیٰ سو تک پہنچادیں۔

ختم نبوت کے حوالے سے اتنا بڑا کام، یہ محض اللہ کے فضل ہی سے ہوسکتا ہے ورنہ نہیں ہوسکتا۔ میں اس اجتماع کی وساطت سے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول بھی فرمائیں اور بارگاہ رسالت کے مزید قرب کا ذریعہ بھی بنائیں۔

آپ لوگوں کو ’’احتساب قادیانیت‘‘ کا پتہ ہونا چاہیے۔ میں نے حضرت مولانا سے عرض کیا تھا کہ اس کا ایک ’’اشاریہ‘‘ تیار کرواؤ تاکہ کوئی آدمی اگر کسی کتاب سے استفادہ کرنا

چاہے تو اس کو معلوم ہو سکے۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اسی طرح بے شمار ہمارے اکابر کے چھوٹے بڑے رسائل ہیں۔ اسی طرح ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے پارلیمنٹ میں ملتِ اسلامیہ کا موقف جو پیش کیا تھا، وہ بھی اس میں موجود ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے کہ جنہوں نے سن ۱۹۵۳ء کی تحریک کو بھی مرتب کر کے رکھ دیا۔ اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ''مقدمۂ بہاولپور'' کو بھی تین جلدوں میں مرتب کر کے رکھ دیا۔ انہوں نے ختم نبوت کے حوالے سے اور بھی بہت سے کام سرانجام دیے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کو خصوصاً اور عوام الناس کو عموماً اس سلسلے سے منظم طور پر آگاہ بھی کیا جائے تا کہ وہ بھی اس دستاویز سے بھرپور استفادہ کریں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ انشاء اللہ! بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اور زیادہ قرب نصیب ہوگا۔

آپ کو معلوم ہے کہ خیر المدارس کا عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ وہ دیکھو ''مقبرۃ الخیر'' میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے پہلو میں مرکزی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ آرام فرما رہے ہیں، آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے چہیتے شاگرد بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو ''تزکیہ'' کی طرف متوجہ ہونے اور اتباع سنت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ختم نبوت پر مر مٹنے والا بنائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

نصائح: ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب زید مجدہم

(امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا، (حٰم سجدہ: ۳۰) وقال تعالیٰ: فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرہ: ۳۸) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قل امنت باللّٰہ ثُمَّ استقم، وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لن یشبع المؤمن من خیر یسمعه حتی یکون منتهاہ الجنة، صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک من الشاھدین و الشاکرین والحمدللہ رب الغلمین۔

میرے مخدوم میرے بھائی حضرت مولانا احمد صاحب نے بندے کے بارے میں حسن ظن کا اظہار فرمایا۔ رہا حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کا ملفوظ میرے بارے میں کہ جس نے جنتی آدمی کو دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بھائی! اگر میں جنتی ہوں تو آپ سب حضرات بھی جنتی ہیں۔ بس دعا کیا کریں کہ اللہ خاتمہ ایمان پر فرما دیں۔ بڑوں کے حسن ظن ہوتے ہیں، لیکن میں بھی محتاج ہوں۔

صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر کون سی پیاری ہستیاں ہیں، جن کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کی بشارتیں حاصل ہوئیں، اس کے باوجود اُن کا رونا دھونا کتنا تھا! بس اللہ خاتمہ ایمان پر فرما دیں، ہم راستے میں ہیں، یہ منزل نہیں ہے، راہ گزر ہے۔ ہمارے لاہور شہر میں ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ انہوں نے سادہ سے لفظوں میں فرمایا کہ ''ہم دنیا میں رہنے کے لیے نہیں، اللہ میاں کو خوش کرنے کے لیے آئے ہیں'' اور اللہ میاں کو خوش کرنا کوئی مشکل نہیں، بہت آسان ہے، نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ خوش ہو گئے، روزہ رکھ لیا تو اللہ تعالیٰ خوش ہو گئے، زبان سے سچ بول لیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیں، قرآن پاک کی تلاوت کر لی، قدم قدم پر اللہ نے اپنے خوش ہونے کے بہانے پھیلا رکھے ہیں، بلکہ میرے حضرت جامعہ اشرفیہ میں فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کے کتنے مواقع عطا فرما رکھے ہیں کہ گناہ کی ہمارے پاس فرصت ہی نہیں ہے۔ دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کے ادا کرنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے، گھر سے آتے، جاتے، وضو کرتے سنتیں پڑھنے اور پھر نماز پڑھنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے، پھر پانچوں نمازیں ادا کرنے میں اڑھائی گھنٹے لگتے ہیں تو نمازی حضرات کے اڑھائی گھنٹے تو یوں پکے نیکی میں گزر جاتے ہیں۔ رات کو آرام بھی کرتے ہیں، بخاری شریف ج ۲ کی کتاب المغازی میں حضرت معاذ اللہؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے پوچھا: کَیْفَ تَقْرَا الْقُرآن؟ آپ قرآن پاک کس طرح پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا: قائماً و

قَاعِدًا وَعَلٰی رَاحِلَتِی کہ میں تو کھڑے، بیٹھے اور اپنی سواری پر قرآن پڑھتا ہوں، و اتفوقه تفوقا اور وقفے وقفے سے پڑھتا ہوں۔

ایک صاحب پوچھنے لگے کہ جب میں ذکر کرتا ہوں تو سر درد کرنے لگ جاتا ہے، تو فرمایا کہ وقفے وقفے سے کرلیا کرو۔ اللہ اپنی مہربانی فرمائے اور اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے، تھکاوٹ ہوجائے تو آرام کرلینا چاہیے۔

آگے فرمایا: اَمَّا اَنَا، فَأَنَامُ وَأَقُومُ، کہ میں آرام بھی کرتا ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں، آگے عجیب الفاظ ہیں، فرمایا: إِنِّي اَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا اَحْتَسِبُ قَوْمَتِي، کہ جس ثواب کی میں اپنے قیام (عبادت) میں اُمید کرتا ہوں، اسی طرح اپنی نیند میں بھی ثواب کی اُمید کرتا ہوں۔ (سبحان اللہ) بخاری شریف میں "بین السطور" بھی لکھا ہے اور حاشیہ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ "وہ آرام جو آئندہ عبادت کی تقویت کا ذریعہ بنے وہ آرام بھی عبادت ہے۔" کبھی کبھی اللہ کی توفیق سے اس طرح کر دیا جاتا ہے کہ نمازی حضرات کا سونا بھی "سونا" بن جاتا ہے، چاندی نہیں، سونا بن جاتا ہے، بس تھوڑی سے غور وفکر اور سوچ سے ہمارا ایک ایک سانس جنت کا سانس، ایک ایک قدم جنت والا قدم اور ایک ایک عمل جنت والا عمل بن سکتا ہے۔

شریعت مطہرہ اللہ تعالیٰ کی چھتری کا نام ہے۔ یہ بادشاہ سے لے کر فقیر تک، سب کے اوپر اللہ کی رحمت کا سایہ بن کر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر فقیر کو اپنی جھونپڑی میں رحمت مل جاتی ہے تو بادشاہ کو اُس کے محل میں بھی مل جاتی ہے۔

شریعت مطہرہ ہماری دکان کو نہیں چھڑواتی بلکہ دکان میں اللہ کی رحمت لاتی ہے کھیتی باڑی نہیں چھڑواتی بلکہ کھیتی باڑی میں اللہ کی رحمت لاتی ہے، ملازمت کو نہیں چھڑواتی، ملازمت میں جنت کی رحمت لاتی ہے۔ بھائی! آپ کی روزی کے سب بہانے بھی جنت کے بہانے ہیں، آپ دنیا دار نہیں، دین دار ہی ہیں۔

آپ کو ایک نسخہ بتاتا ہوں کہ آپ اپنی دکان پر بیٹھ کر بھی مسجد میں رہیں، دفتر میں بیٹھ کر بھی آپ مسجد میں رہیں، ۲۴ گھنٹے آپ مسجد ہی میں رہیں۔ یہ جو مدرسہ میں پڑھنے والے طلبہ ہیں، اُن کی طرف محبت کی نظر سے دیکھ لیا کریں تو بس آپ دکان میں بیٹھ کر بھی مسجد میں رہیں گے۔ ابوداؤد شریف کی کتاب الادب میں ایک حدیث شریف گزری ہے۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! الرجل یحب القوم، (مثلاً ایک آدمی قرآن پاک پڑھنے والوں سے محبت کرتا ہے، حدیث پڑھنے والوں سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے) ولا یستطیع ان یعمل کعملهم (کہ یہ خود ان جیسا عمل تو نہیں کرسکتا، اور مصروفیات ہیں، روزی کے اور سلسلے ہیں، یہ خود تو مدرسے میں بیٹھ کر اُن بچوں کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا، دین کے اور کام ہیں، دعوت وتبلیغ میں جانا ہے، وغیرہ، وغیرہ) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یا اباذر! أَنْتَ مَعَ مَنْ احببت، أَنْتَ مَعَ مَنْ احببت" (اے ابوذر! تیرا حشر ونشر انہی لوگوں کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت کرتا ہے)۔ تو یہ قرآن پاک پڑھنے والوں سے محبت، احادیث شریف پڑھنے والوں سے محبت، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں سے محبت، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت، انشاء اللہ! یہ محبت بھی آخرت کی خوشیوں میں سب کو ملائے گی اور اکٹھا کرے گی۔

آخری بات: ہم راستے میں ہیں، یہ دنیا ہماری منزل اور مقام نہیں ہے۔ آپ اپنی دکان کو جنت کی دکان، اپنے دفتر کو جنت کا دفتر، اپنی کھیتی باڑی کو جنت کی کھیتی باڑی بنا سکتے ہیں۔ "مدرسہ" تو سیکھنے کی جگہ ہے اور عمل کرنے کی جگہ تو پوری رُوئے زمین ہے، کتنی ہی حدیثیں ہیں کہ ہمیں اُن پر عمل کرنے کا موقع مسجد میں ملے گا۔

کتاب الطہارۃ میں وضو کے متعلق احادیث ہیں، نماز سے متعلق احادیث ہیں، یہ تو مسجد اور مدرسے میں ملیں گی اور کتنی احادیث ایسی ہیں کہ اُن پر عمل کرنے کا موقع ہمیں مسجد میں نہیں بلکہ بازاروں میں ملے گا، دکانوں میں ملے گا کھیتی باڑی میں ملے گا۔

بیع وشراء کی احادیث ترمذی شریف کی کتاب البیوع میں ہیں، ان تمام احادیث پر عمل کرنے کا موقع مدرسے میں اور درس گاہوں میں نہیں بلکہ بازاروں اور دکانوں میں ملے گا۔ کسی طالب علم نے یہی سوال کیا ہم تو مدرسے میں رہتے ہیں، ان کتاب البیوع والی احادیث پر عمل کرنے کا موقع ہمیں کہاں ملے گا؟ تو فرمایا کہ طالب علم جس نے یہ احادیث پڑھی ہیں، وہ یہ احادیث اپنے اُن بھائیوں اور لوگوں تک پہنچا دے جو کاروبار کرنے والے ہیں، کھیتی باڑی کرنے والے ہیں، وہ جب ان احادیث پر عمل کریں گے تو ثواب اُن کو بھی ملے گا اور حدیث پہنچانے والے کو بھی ملے گا۔ من دل علی خیر فهو کفاعله کہ جو کسی خیر کی بات کی رہنمائی

کرے تو جتنا ثواب کرنے والے کو ملے گا، اتنا ثواب اُس رہنمائی کرنے والے کو بھی ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر اور ایمان پر قائم رکھیں اور نیک مجالس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ یہ ہر علاقے میں جو دین کی بہاریں ہیں، یہ ہمارے اکابر کی مسلسل محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ ”نورانی قاعدہ پڑھانے والے بھی دین کی خدمت میں ہمارے برابر کے شریک ہیں۔“

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ”تم جو حدیث کی عبارت پڑھتے ہو، اس میں اُس ”میاں جی“ کی بھی محنت شامل ہے جنہوں نے ان نقوش اور حروف کی پہچان کروائی، اس ثواب میں اُن کا بھی حصہ ہے۔“

ایک صاحب فرمانے لگے کہ ”تم ان اساتذہ کرام کا ادب اُن کی شہرت کی وجہ سے نہ کرو، بلکہ ان کی خدمت کی وجہ سے کرو، ہم نے جن سے ایک ایک حرف سیکھا ہے، وہ سب ہمارے سروں کے تاج ہیں۔“

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں، انشاء اللہ! جنت کے یہ باغ قیامت تک آباد رہیں گے اور اسی طرح پھلتے پھولتے رہیں گے اور اللہ ان کو ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھیں اور اسی طرح آباد و شاداب رکھیں اور آخرت کی خوشیوں میں ہم سب کو ملائیں۔

میری خواہش تھی کہ ظہر کے بعد دستار بندی میں بھی شریک رہوں، مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، فیصل آباد جانا ہے، اس لیے مجبوری ہے، اللہ پاک معاف فرمائیں، قبول فرمائیں۔

خطاب: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہم
(مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

الحمد للہ وکفی وسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم خلاصة العرب العرباء وخیر الخلائق بعد الانبیاء..... درود شریف

صدر گرامی، حضرات علمائے کرام، سامعین محترم و برادران اسلام! کافی دیر سے آپ حضرات کے جامعہ کا سالانہ تبلیغی، اصلاحی، دستارِ فضیلت کا یہ جلسہ شروع ہے، متعدد حضرات علمائے کرام کے آپ نے ایمان پرور بیانات سنے اور انشاء اللہ! عصر کی نماز تک ملک کی نامور دینی شخصیات تشریف لائیں گی اور آپ اُن کے بھی بیانات سنیں گے۔

آج کی اس مجلس میں انتہائی اختصار کے ساتھ میں گزارش کرتا ہوں کہ آج سے صدیوں پہلے کے ایک بزرگ گزرے ہیں علامہ جار اللہ محمود زمخشریؒ انہوں نے ”تفسیر کشاف“ نامی ایک تفسیر لکھی ہے اور شرق سے لے کر غرب تک تمام علمائے کرام اس کتاب سے واقف ہیں۔

علامہ زمخشریؒ کی اس کے علاوہ بھی بہت ساری تصنیفات ہیں، اُن میں سے ایک کتاب کا نام ”الموافقة بین اھل البیت والصحابہ“ ہے۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے، جس میں اُنہوں نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین نے جو کچھ پیغمبر اسلام سے اہلبیتؓ بالخصوص سیّدنا علی المرتضیٰؓ کے متعلق جتنی روایات سنیں، علامہ زمخشریؒ نے وہ سب روایات اپنی اس کتاب میں جمع کر دی ہیں۔

اسی طرح سیّدنا علی المرتضیٰؓ اور دیگر اہلبیتؓ کے حضرات سے پیغمبر اسلام ﷺ سے ان خلفائے ثلاثہؓ کے فضائل اور برکات پر مشتمل احادیث کو بھی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

آج سے تقریباً اسی (۸۰) سال پہلے نواب بہادر یار جنگ کے کہنے پر حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا تھا، جو اس وقت ہمارے ملک عزیز پاکستان میں تقریباً نایاب ہے۔ پچھلے دنوں میں اُس کتاب کی تخریج کے سلسلے میں اُس کتاب کو بہت دیکھنے کی حق تعالیٰ شانہ نے توفیق دی۔ آج کی اس مجلس میں ایک روایت جو انہوں نے جمع کی، اس کے حوالے سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں:

اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے آخری زمانۂ حیات میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس وہ کپڑا لے کر آؤ جس سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو ڈھانپنے کے لیے جسد اطہر کو پہنایا گیا تھا۔ سیدہ عائشہؓ وہ کپڑا لے کر آئیں اور اُس کو اکٹھا کیا، پہلے چوما، پھر اُسے اپنے منہ پر رکھا اور کچھ دیر کے بعد کپڑا ہٹایا اور جو لوگ اُس وقت موجود تھے، اُن کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے: (پھر اللہ تعالیٰ مجھے نہ بھلائیں، آپ حضرات بھی توجہ سے سنیں) فرمایا

کہ آج بھی مجھے اس کپڑے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آرہی ہے۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ نے حاضرین میں سے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا: بھائی علی! لگتا ہے کہ میرا وقت آگیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری وفات کے بعد مجھے غسل آپ دیں گے اور آخری تیاری آپ ہی کرائیں گے، میں چاہتا ہوں کہ جن ہاتھوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری غسل دیا تھا، انہی ہاتھوں سے مجھے بھی آخری غسل نصیب ہوجائے اور اس میں آپ ہی میری مدد کرسکتے ہیں۔

علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں کہ اسی اثنا میں ایک شخص آئے اور آتے ہی انہوں نے زور سے کہا: ابوبکر! آپ خدا کا خوف کریں، آپ نے حضور ﷺ کی امت کی نگہبانی کا اور اپنی جانشینی کا سیدنا فاروق اعظمؓ کے لیے اعلان کردیا ہے، وہ اتنے سخت مزاج ہیں کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ حضور ﷺ کی امت پر ایک سخت گیر آدمی کو اپنا جانشین بناکے جارہے ہیں۔

اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتنے غضبناک ہوئے کہ ساری زندگی اس قدر کسی پر غضبناک نہیں ہوئے اور اس کے بعد اُس آدمی کی طرف دیکھا اور تمام ان اصحاب رضی اللہ عنہم (مہاجرین وانصار جو اُس مجلس میں موجود تھے) کی موجودگی میں فرمایا: اے بندۂ خدا! تم مجھے اللہ رب العزت کی (پکڑ کی) دھمکی دے رہے ہو، تمہیں معلوم نہیں کہ (تقریباً) دس ہزار مرتبہ فاروق اعظمؓ کے بارے میں، ان کی جانشینی کے بارے میں استخارہ کیا ہے اور ہر دفعہ مجھے قدرت کی طرف سے اُن کی خلافت کے بارے میں اشارہ ہوا ہے اور صرف اس پر اکتفا نہیں کیا، حاضرین کی طرف دیکھا، آپؓ کی آنکھیں ''نم ناک'' ہوگئیں اور ان سے ارشاد فرمایا اور ایک رات پہلے کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ ''آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ کے ساتھ دو اور خوبصورت آدمی تھے، اتنی عمدہ شکل اور عمدہ لباس والے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُن جیسا کسی کو نہیں دیکھا تھا، اُن میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب تھا اور دوسرا حضور ﷺ کی بائیں جانب تھا۔ حضور ﷺ نے مصافحہ کے لیے میری طرف اپنا ہاتھ مبارک بڑھایا، میں نے سب سے مصافحہ کیا اور مصافحہ کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ہم تو آپ کو ملنے کے شوق میں آئے ہیں، کیا آپ کو ہم سے ملنے کا شوق نہیں ہے؟'' سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے درخواست کی یا رسول اللہ! مجھے بھی آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا! آج انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد حضور ﷺ میرے اور زیادہ قریب ہوئے اور میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور اتنا وقت گزرنے کے باوجود (کہ رات کا باقی حصہ بھی گزرا اور آج کا بھی پورا دن گزر گیا، اب اس وقت تک بھی) اُس ہاتھ رکھنے کی نرمی، برکات اور خوشبو محسوس کررہا ہوں، اب اس سوال کرنے والے آدمی کی طرف سیدنا صدیق اکبرؓ متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بندۂ خدا! کیا تم مجھے اس بات سے ڈرا رہے ہو کہ تم جو فیصلہ کرنے جارہے ہو تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے؟ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ (اسی) خواب میں مجھے حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! جو تم نے ارادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری تمام دعاؤں کو قبول کرلیا ہے، اب انشراحِ صدر کے ساتھ اس کا اعلان کردیں، اسی کے اندر ہی خیر وبرکت ہے۔

یہ سنانے کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ پھر اُس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بندۂ خدا! تمہیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے اعمال کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ میں جس امر سے خوش ہوں اور جس کے صدقے اللہ تعالیٰ ہماری نجات فرمائیں گے، وہ یہی میرا فیصلہ ہے کہ میں جاتے ہوئے سیدنا فاروق اعظمؓ کی جانشینی کا اعلان کرکے جارہا ہوں۔

اسی روایت میں آتا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی اسی اثنا میں تشریف لے آئے، سیدنا صدیق اکبرؓ مجلس میں موجود سب ساتھیوں کی طرف دیکھنے کے بجائے آپؓ نے اپنی نظریں سیدنا علی المرتضیٰؓ کے چہرے پر جمالیں، اُن کو دیکھتے رہے بہت دیر تک۔

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد سے کہا: ابا حضور! جب بھی حضرت علی المرتضیٰؓ آتے ہیں تو آپ بڑی محبت کے ساتھ اُن کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہی رہتے ہیں، اس کی حکمت کیا ہے؟ تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا: عائشہ! میں نے اپنے ان کانوں سے خود پیغمبر ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''النظر الی وجه علی عبادة'' کہ محبت کے ساتھ علی المرتضیٰؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی روشنی میں بار بار رسید نا علی المرتضیٰؓ کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھتا ہوں اور یہ نصیحت اور وصیت مجھے خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

میرے بھائیو! آخری روایت عرض کر کے میں آپ حضرات سے اجازت چاہتا ہوں۔ اُسی کتاب کے اندر ہے کہ جب ''مدائن'' کا علاقہ فتح ہوا تو سیدنا فاروق اعظمؓ کے پاس مدینہ طیبہ میں بے شمار غنیمت کا مال آیا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد نبوی میں وسیع تر دستر خوان بچھایا جائے، سارے مدینہ والوں کو اعلان کر کے دعوت دیں کہ وہ آ کر کھانا بھی کھائیں اور جاتے ہوئے مال غنیمت میں سے اپنا اپنا حصہ بھی لے جائیں۔

چنانچہ دستر خوان بچھا دیئے گئے، اُس دستر خوان پر سب سے پہلے جن کو بلانے کا اہتمام کیا گیا، اُن میں ایک سیدنا حضرت حسنؓ یہ بھی تھے، وہ آئے، وہ آئے تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اُن کے ساتھ مصافحہ کیا، دنیا و آخرت کی خیر و برکت کی اُن کے لیے دعائیں بھی کیں اور پھر ارشاد فرمایا کہ انہیں ایک ہزار درہم دے دیا جائے، سیدنا حسنؓ تشریف لے گئے۔ اب سید نا حسینؓ تشریف لائے تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے لیے بھی دارین کی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور اُس کے بعد فرمایا کہ سیدنا حسینؓ کو بھی ایک ہزار درہم دے دیئے جائیں، چنانچہ ایک ہزار درہم اُن کو بھی دے دیئے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ تشریف لائے، حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے ان کے لیے دعا بھی کی اور ساتھیوں سے فرمایا کہ ان کو بیت المال سے پانچ سو درہم دے دیئے جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کیا کہ میں اُس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تلواریں لے کر جنگیں لڑتا تھا، جس وقت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ چھوٹے بچے ہونے کے ناطے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہوتے تھے اور آج آپ نے اُن کو تو ایک ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے صرف پانچ سو درہم مل رہے ہیں؟ تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ بیٹا! اگر تم بھی حضرت حسنؓ و حسینؓ کی طرح ایک ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو پھر تم بھی اُن کے نانا جیسا ''نانا'' لاؤ اور ان کی نانی جیسی ''نانی'' لاؤ، اگر ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کے والد جیسا اپنا ''والد'' لاؤ، اگر تم بھی ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کی والدہ جیسی ''والدہ'' لاؤ، تم اگر ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کے چچوں جیسا اپنا ''چچا'' لاؤ، تم ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کی پھوپھی جیسی اپنی ''پھوپھی'' لاؤ اور اگر تم ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کے ماموں جیسے اپنا ''ماموں'' لاؤ، تم ہزار درہم لینا چاہتے ہو تو حسنین کریمینؓ کی خالاؤں جیسی اپنی ''خالائیں'' لاؤ۔

علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو سمجھا رہے ہیں کہ حضرات سیدنا حسنین کریمینؓ کا تم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو کہ اُن کے ''نانا'' تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اُن کی ''نانی'' سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ ہیں، ان کے ''والد'' سیدنا علی المرتضیٰؓ ہیں، ان کی والدہ خاتون جنت سیّدہ فاطمہؓ ہیں، ان کے ''چچا'' حضرت جعفر بن ابی طالبؓ ہیں، ان کی ''پھوپھی'' حضرت ام ہانیؓ ہیں اور ان کے ''ماموں'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ ہیں۔ ان کی خالائیں حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن ہیں۔ جبکہ تمہارے نانا، نانی، تمہارے والد، والدہ، تمہاری پھوپھی، تمہاری خالہ اور تمہارے ماموں اگر حسنین کریمینؓ کے مرتبے جیسے نہیں تو پھر اُن کو ہزار ملے گا اور تمہیں پانچ سو ہی ملے گا۔

میرے بھائیو! اس میں گزارش کرنے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ روایت جب سید نا حضرت علی المرتضیٰؓ کو پہنچی اور خبر پہنچی کہ حضرت عمرؓ نے حسنؓ، حسینؓ کو تو ایک ہزار دیئے اور اپنے بیٹے کو پانچ سو دیئے اور بیٹے نے یہ سوال کیا تو جواب میں سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے اُن کو یہ کہا تو وہیں کھڑے کھڑے اپنے دونوں کانوں کو پکڑا اور فرمایا: ''سَمِعْتُ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ'' (کہ میں نے اپنے ان کانوں سے خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمایا: ''سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عُمَرُ'' کہ (عمرؓ اہل جنت کا چراغ ہیں)۔

میں عرض کرتا ہوں کہ جب سید نا علی المرتضیٰؓ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سیدنا فاروق اعظمؓ کی بابت روایت کی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے ایک دو ساتھیوں کو لے کر سیدنا علی المرتضیٰؓ کے دروازے پر جا کر دستک دی، آپؓ تشریف لائے تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے درخواست کی کہ آج مجھے پتہ چلا کہ آپ نے میرے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت نقل کی ہے، حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

آپ نے صحیح سنا، واقعی میں نے یہ روایت بیان کی ہے اور یہ میں نے خود پیغمبر اسلام سے سنا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی، بھائی علی! میرا دل کرتا ہے کہ آپ یہ روایت اپنے ہاتھوں سے لکھ کر دستاویز کے طور پر مجھے دے دیں، حضرت علی المرتضیٰؓ نے کاغذ و قلم منگوایا اور اس کاغذ پر لکھا کہ ”یہ ضمان ہے جو میں لکھ کر حضرت عمرؓ کو دے رہا ہوں کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا، میں نے یہ حضور علیہ السلام سے سنی، حضور ﷺ نے یہ بات حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے سنی اور جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بات اللہ پاک پروردگار عالم سے سنی۔“ گویا یہ حدیث قدسی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعے حضور سرور کائنات ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے بیان فرمائی کہ ”حضرت عمرؓ اہل جنت کا چراغ ہیں۔“

حضرت فاروق اعظمؓ کو جس وقت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے یہ تحریر لکھ کر دی تو آپؓ نے وہ تحریر پڑھی اور پڑھنے کے بعد اپنے سینے سے لگائی اور اپنے صاحبزادے کو فرمایا: ”میاں! یہ سنبھال کر رکھ لو، میرے مرنے کے بعد جب میری تجہیز و تکفین کا عمل مکمل ہو جائے تو میرے ساتھ میرے کفن میں اس ٹکڑے کو بھی رکھ دینا، انشاء اللہ! میں حضرت علیؓ کی اس گواہی کو لے کر اپنے رب کے حضور جانا چاہتا ہوں۔“ چنانچہ آپؓ کے صاحبزادے نے آپ کے وصال کے وقت اس حکم کو پورا کیا۔

میرے بھائیو! آج کی اس محفل میں آپ حضرات کے سامنے ان روایات کا میں نے عمداً تذکرہ کرنا اس لیے ضروری سمجھا کہ یہ جو ہمارے ہاں علامہ زمخشریؒ کے بارے میں اعتزال (معتزلی ہونے) کی جو نسبت کی جاتی ہے اور معتزلہ حضرات کے نزدیک جھوٹ بولنا کفر کے برابر ہے (ہمارے نزدیک بھی کبیرہ گناہ ہے)۔ وہ لوگ جھوٹ بولنے کو کفر سمجھتے ہیں۔ آپ بتاؤ کہ وہ اپنی کتاب میں کتنی مستند روایات لائے ہوں گے۔

میرے بھائیو! یہ وہ کتاب ہے، جس کتاب کی وجہ سے بہ یک وقت رافضی فتنہ ہو، خارجی فتنہ ہو، ناصبی ہی فتنہ ہو، تینوں فتنوں کی اس کتاب سے تردید ہوتی ہے اور ایسی خوبصورت لڑیوں میں ہار پرو کر امت کے دلوں میں رکھا کہ جس سے بہ یک وقت حضرات صحابہ کرامؓ اور حضرات اہل بیتؓ کی آپس میں محبت اور مودّت کی لازوال داستانوں کا علم ہوتا ہے۔

اللہ نہ بھلائے، مجھے ایسے ہی یاد ہے کہ ۲۸۰ کے قریب احادیث اور واقعات اُس کتاب میں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و اہل بیتؓ کی آپس میں بہت زیادہ محبت تھی۔ حضرت مولانا احتشام الحق کاندھلویؒ نے اس کا ترجمہ کیا تھا، اب ارادہ ہے کہ خدا کرے کہ اس پر تخریج کا کام مکمل ہو جائے تو یہ کتاب چھپنی چاہیے۔ میں نے یہ گفتگو عمداً آپ حضرات کے اس جلسے میں کی ہے۔

ہمارا جامعہ خیر المدارس ملک عزیز پاکستان کے نامور بلکہ پوری دنیا کے تعلیمی اداروں میں سے ایک نامور ادارہ ہے، اس سے فارغ ہونے والے حضرات علمائے کرام کی یہ آخری تقریب ہے، جس میں آج جامعہ کے اس وقت کے مہتمم، ہمارے مخدوم اور مخدوم زادہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم بخاری شریف کا انشاء اللہ! آخری سبق آپ حضرات کو پڑھائیں گے۔ آپ میری معروضات کو اُس سبق کی تمہید سمجھ لیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے محبت کرتے ہوئے اہلِ بیتؓ کے متعلق کوئی ہلکا جملہ نہیں کہنا چاہئے اور اہلِ بیتؓ کی تعریف کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے متعلق بھی کسی قسم کا کوئی ہلکا جملہ نہیں کہنا چاہیے۔ خدا نہ کرے! ہماری سوچوں اور خیالات میں بھی کوئی ہلکا جملہ دونوں کے متعلق ہرگز نہیں آنا چاہئے، اس لیے کہ ”اہلِ سنت“ کی دو آنکھیں ہیں۔ دائیں اور بائیں اور ہمارے ایمان کی ایک آنکھ اہل بیتؓ ہیں اور ہمارے ایمان کی دوسری آنکھ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔

میرے بھائیو! اس میں دائیں اور بائیں کی تمیز اور فرق کرنا بھی ہمارے لیے مشکل بلکہ ناممکن ہے، دونوں طبقات قابل احترام ہیں۔ اُن میں سے کسی ایک کی بھی نہ صرف یہ کہ ادنیٰ اہانت کرنا بلکہ اہانت کا شائبہ پیدا ہونا بھی ہمارے ایمان اور اسلام کے لیے نقصان کا باعث ہے۔

میں نے اس جلسے میں آپ سے بس اتنی ہی درخواست کرنی تھی، اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔ أَقُولُ قَوْلِي هٰذا، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ۔

جامعہ کے ۹۷ ویں سالانہ تعلیمی سال کے اختتام کی صبح کی پہلی نشست کا یہ آخری خطاب تھا۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے خطاب کے بعد

جامعہ کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم نے مختصر مگر جامع الفاظ میں موصوف کی تبلیغی و دینی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز اور مرکزی رہنما، عالم باعمل جن کے وجود کو میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی علمی اور ان کی تحقیقی، دعوتی اور تبلیغی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ہمارے اہل السنت والجماعت کا فخر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔‘‘

جلسہ کی قراردادیں:

اِن کی موجودگی میں آپ حضرات کے ذریعے میں یہ ’’قرارداد‘‘ حکومتِ وقت تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ ایک عرصے سے عالمی استعماری قوتوں اور طاقتوں کے ایجنڈے اور اُن کے پیسے کی بنیاد پر پاکستان میں موجود لبرل انتہا پسند، سیکولر انتہا پسند اور مغربی پیسوں پر چلنے والی این جی اوز، خاص طور پر ’’سوشل میڈیا‘‘ پر جناب نبی کریم ﷺ کی توہین اور گستاخی کر رہے ہیں، اسلام کی توہین، قرآنِ کریم کی توہین، صحابہ کرامؓ کی توہین، اہلِ بیت عظامؓ کی توہین اور شعائر اسلامی کی توہین اور جناب نبی کریم ﷺ کی نعوذ باللہ توہین کا سنگین جرم کر رہے ہیں اور اب حکومت پاکستان کے بعض حلقوں اور ہمارے سپہ سالار حافظ عاصم منیر صاحب کی خصوصی ہدایت پر بعض ادارے متحرک ہوگئے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض گستاخوں کو گرفتار کیا اور اُن کے خلاف مقدمات بنے اور اُن کو عدالتوں میں لے جایا گیا۔ عدالتوں میں اُن کے کیسز زیرِ سماعت ہیں اور بعض کو سزائیں بھی ہوگئی ہیں ملکی قانون کے مطابق لیکن اب اُن گستاخوں کے وکیل بھی میدان میں آئے ہوئے ہیں اور اُن کی وکالت کرکے وہ اُن کو بچانا چاہتے ہیں۔

آج کے اس عظیم اجتماع میں ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ: ’’جو جو سرکار دو عالم ﷺ کا گستاخ ہے، صحابہ کرامؓ کا گستاخ ہے، اہل بیتؓ کا گستاخ ہے، قرآن کی گستاخی اور توہین کر رہا ہے، عقیدۂ ختم نبوت کی توہین کرتا ہے، وہ تمام مجرمین، جن کو سزائیں ہوگئی ہیں، اُن کی سزاؤں پر فوری عمل درآمد کیا جائے اور جو لوگ ان کے سہولت کار اور طرف دار ہیں، اُن کے خلاف بھی قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ نہ ہم گستاخانِ رسول کو برداشت کریں گے، نہ ہی گستاخانِ رسول کے سہولت کاروں کو برداشت کریں گے۔‘‘

آپ لوگ ہماری اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں تو اپنے ہاتھ اُٹھا کر، بلند کرکے کہیں کہ حضور ﷺ کے گستاخوں کو سزا دو، اسلام کی توہین کرنے والوں کو سزا دو، شعائر اسلام کی توہین کرنے والوں کو سزا دو، عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو سزا دو، شعائر اسلام کے غلط استعمال کرنے والوں کو سزا دو۔‘‘

اس کے بعد جامعہ کے فاضل اور نعت خواں مولوی غلام مرتضیٰ صاحب نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی شان میں چند اشعار پڑھے۔

اس نشست کا اختتام جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کی دعا پر ہوا۔ (جاری ہے)

دنیا میں آپ سا کوئی، آیا نہ آئے گا

اے ختمِ رُسُل، اے مہرِ نبوت! آپ کو سلام
اے خلق کے سرور، شافعِ محشر! آپ کو سلام

دنیا میں آپ سا کوئی، آیا نہ آئے گا
بس آپ ہی کے نام سے جگ جگمگائے گا

لکھا ہوا ہے اس میں جو ہے اللہ کا کلام
اے ختمِ رُسُل، اے مہرِ نبوت! آپ کو سلام

دنیا میں دینِ حق کا ڈنکا بجا دیا
بھٹکے ہوؤں کو دین کا رستہ دکھا دیا

جو آپ کو نہ مانے وہ ہو جائے گا ناکام
اے ختمِ رُسُل، اے مہرِ نبوت! آپ کو سلام

دامن نبی کا تھامے ہی رہنا ہے اپنا کام
اے ختمِ رُسُل، اے مہرِ نبوت، آپ کو سلام

اے ختمِ رُسُل، اے مہرِ نبوت! آپ کو سلام
اے خلق کے سرور، شافعِ محشر! آپ کو سلام

حافظ سیّد خالد شفیق

حافظ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ

صدیوں تجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

حافظ خرم شہزاد

جمعیۃ طلباء اسلام میں جب شعور کی آنکھ کھولی تو وہ جنرل پرویز مشرف کی آمریت کا بدترین دور تھا۔ لولی لنگڑی جمہوریت بھی موجود تھی، ایم ایم اے (متحدہ مجلس عمل) کی وجہ سے دینی طبقے کو ایک حوصلہ ملا ہوا تھا۔ اس وقت پرائیویٹ ٹی وی چینلز کا ابتدائی دور تھا اور جن چند شخصیات کا میڈیا پر راج تھا ان میں سرِ فہرست نام حافظ حسین احمد صاحب کا تھا۔ ٹی وی چینلز کے ٹاک شوز ان کے بغیر ادھورے اور پرنٹ میڈیا ان کی خبر لگائے بغیر پھیکے رہتے۔ اس وقت حافظ صاحب کی شخصیت فل پیک پر تھی۔ پھر ان کی شخصیت اور وجاہت بھی توجہ کا مرکز رہتی۔ خوبصورت چہرہ، حسین داڑھی، سر پر بلوچی ٹوپی کے گرد لپٹی کریم کلر سفید چمکیلی پگڑی جو صرف انہی کو ہی جچتی۔ سفید شلوار قمیص اور زیب تن نفیس ویسکوٹ کے علاوہ چشمہ اور ہاتھ میں پہنی انگوٹھی ان کی شخصیت کو مزید نمایاں کرتیں۔ وہ پارلیمنٹ میں جاتے تو سب ہاتھ باندھے ان کی شخصیت کو ویلکم کہتے، پارلیمنٹ سے نکلتے تو میڈیا اُن پر امنڈ آتا، ہر ایک کو اپنی شہ سرخیوں کے لیے حافظ صاحب کے برجستہ بذلہ سنج جملوں اور تبصروں کا انتظار ہوتا۔ ٹاک شوز میں جاتے تو اپنے اندازِ بیاں اور شگفتہ گفتگو سے اپنے سیاسی مخالف کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران خان، جاوید ہاشمی اور اعتزاز احسن سب انہیں اپنی پارٹیوں میں شمولیت پر زور دیتے رہے مگر وہ اپنی معمولی اور وقتی جماعتی ناراضگی کے باوجود تحریک انصاف، مسلم لیگ، پیپلز پارٹی یا کسی اور جماعت میں شمولیت تو دور کی بات اس کے قریب سے بھی نہ گزرے۔ وہ مکمل نظریاتی شخصیت تھے، انہیں حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کی قیادت میں کام کرنے کی سعادت حاصل رہی اور ویسے بھی ان کے والدِ گرامی حضرت مولانا عرض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحبِ نسبت بزرگ تھے، وہ شیخ الاسلام حضرت مدنی اور شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمہا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فیض یافتگان میں سے تھے، حضرت لاہوریؒ سے انہیں خلافت بھی حاصل تھی۔

حافظ حسین احمد صاحب، مولانا عرض محمدؒ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ حافظ صاحب سے میرا زمانۂ طالب علمی سے عقیدت اور آخر وقت تک تعلق قائم رہا۔ اکثر وہ خود فون کر کے خیریت دریافت کرتے۔ متعدد مرتبہ وہ میرے ہاں کامونکی (ضلع گوجرانوالہ) بھی تشریف لائے۔ آٹھ نو سال سے وہ گردوں کے عارضے میں مبتلا تھے اور ان کی صحت دن بہ دن کمزور ہوتی گئی۔ مگر اس کے باوجود وہ اسفار بھی کرتے اور متحرک رہتے۔ گزشتہ سال عیدالفطر کے بعد کوئٹہ جانا ہوا تو چند روز انہیں کے ہاں مہمان رہا۔ بڑی طویل مجلسیں اور ملاقاتیں رہیں۔ اسی دوران انہیں اپنے چیک اپ کے لیے لاہور آنا پڑ گیا۔ آتے ہوئے اپنے صاحبزادے حافظ زبیر احمد کو میرے سامنے مخاطب کر کے فرمایا کہ: ''یہ جب تک ادھر رہیں ان کی مہمانی کا خیال رکھنا۔'' یہ فرما کر رخصت ہوئے اور لاہور جانے کے لیے کوئٹہ ایئرپورٹ روانہ ہو گئے۔ دو دن بعد میری کوئٹہ سے واپسی تھی، دورانِ سفر حافظ صاحب کا فون آیا، فرمایا کہ: ''آپ کی ٹھیک مہمان نوازی نہیں ہو سکی، مجھے بھی لاہور آنا پڑ گیا، امید ہے آپ محسوس نہ فرمائیں گے۔'' یہ تھے حافظ حسین احمد! جو اپنی حسین یادیں چھوڑ کر مکینِ خلدِ بریں ہو گئے ہیں۔ ان سے وابستہ بڑی حسین یادیں اور باتیں ذہن میں محفوظ ہیں، جو نوکِ قلم ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

2004ء کی بات ہے، میں اس وقت جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کا ذمہ دار تھا اور بعد میں پنجاب کا سیکریٹری اطلاعات بھی بن گیا۔ میڈیا سے مضبوط رابطہ تھا اور اس کا وقت میڈیا اخبارات تھے، پریس ریلیز پہ خبر لکھنا، اس کی کاپیاں کروا کر خود اخباری دفاتر میں

پہنچانا، نمائندگان سے علیک سلیک رکھنا اور انہیں اچھی کوریج کے ساتھ خبر کی درخواست کرنا اور پھر اگلے روز علی الصبح اخباری اسٹال پر جا کر اخبارات چیک کرنا اور مطلوبہ اخبار خرید کر خبروں کی کٹنگ کر کے رجسٹر میں محفوظ رکھنا یہ ہمارا محبوب مشغلہ ہوتا تھا۔ اس وقت جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت میں حافظ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر چھائے ہوئے تھے۔ کسی ذمہ دار سے ان کا نمبر حاصل کیا، رابطہ کیا اور تعارف کروایا تو فرمانے لگے: آپ بھی ہمارے میڈیا کے ہی نمائندہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! اگر کبھی کبھار مجھے فون پر بیان لکھوا دیا کریں تو گوجرانوالہ اسٹیشن سے بھی خبریں لگ جایا کریں گی۔ تو خوشی سے فرمانے لگے کہ: کیوں نہیں۔ پھر اکثر و بیشتر ان سے فون پر رابطہ ہوتا، وہ بیان لکھواتے اور میں پریس ریلیز تیار کر کے دفاتر میں پہنچاتا اور اگلے روز مین پیجز پر ان کا بیان شائع ہوتا۔

ایک مرتبہ وہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق مرکزی صدر میاں محمد عارف ایڈووکیٹ کی وفات کے بعد تعزیت کے لیے گوجرانوالہ تشریف لائے۔ لاہور سے روانگی کے وقت مجھے فون پر بتایا کہ ''گوجرانوالہ آ رہا ہوں، تعزیت کے بعد آپ کے ہاں کچھ دیر قیام کروں گا اور پھر اسلام آباد روانگی ہوگی۔'' میں نے کہا کہ صحافیوں کو بلا لوں؟ فرمانے لگے: ہاں! بلا لیں۔ میرے دیرینہ دوست اور بھائی حافظ سعد کو اطلاع دی اور انہی کے گھر حافظ صاحب کا قیام طے ہوا، صحافیوں کو اطلاع دی تو پندرہ بیس کے قریب ٹی وی چینلز کے رپورٹر اور کیمرہ مین حافظ صاحب سے پہلے ہی قیام گاہ پہنچ گئے۔ حافظ صاحب تشریف لائے، سب کی خدمت میں چائے پیش کی گئی، اس دوران میں نے عرض کی کہ حالاتِ حاضرہ پر ان صحافتی برادری کو بریف کر دیا جائے۔ حافظ صاحب چائے پی رہے تھے اور ساتھ برجستہ گفتگو بھی فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک لطیفہ ہوا کہ روزنامہ نوائے وقت کے ٹی وی وقت نیوز (جو اک عرصہ سے بند ہو چکا ہے) کا نمائندہ پریس بریفنگ کے بعد آخر میں پہنچا اور حافظ صاحب سے ملتے ہوئے کہنے لگا کہ ''سر معذرت چاہتا ہوں، میں لیٹ ہو گیا، مجھے اطلاع لیٹ ہوئی تھی۔'' حافظ صاحب نے پوچھا کہ آپ کس چینل سے ہیں؟ اس نے کہا، وقت نیوز سے! حافظ صاحب نے برجستہ فرمایا: اسی لیے بے وقت پہنچے ہو۔ اس پر مجلس میں قہقہوں کی بارش برس گئی اور حاضرین دیر تک اس جملے کا لطف اٹھاتے رہے، بعد میں حافظ صاحب نے اسے الگ سے ریکارڈنگ کروادی۔

گزشتہ سال رمضان المبارک کے دوران مجھے قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ہاں ایک افطاری کے موقع پر ملاقات کی سعادت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ آج قائد محترم نے صحافی حضرات کو مدعو کیا ہے۔ افطاری کے دوران میں نے اس مجلس میں گوجرانوالہ کا یہ واقعہ سنا دیا کہ حافظ صاحب نے اس صحافی سے کہا کہ ''اس لیے بے وقت آئے ہو۔'' یہ سنتے ہی سب کے قہقہے چھوٹ گئے۔ وہاں موجود ایک سینئر صحافی نے کہا کہ حافظ حسین احمد کا سامنا کرنا ہر ایک کے بس میں نہیں۔ آہ! لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں اور قہقہے بکھیرنے والا آج ہم سب کو غمگین کر کے چلا گیا۔ حق مغفرت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

حافظ حسین احمدؒ کی رحلت

حافظ حسین احمد صاحبؒ بھی رمضان کی مبارک ساعتوں میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ پوری زندگی جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے صاف ستھری سیاست کرتے رہے۔ کئی بار ممبر قومی اسمبلی اور سینیٹر بنے۔ بلوچستان کوئٹہ میں قائم دینی ادارہ جامعہ مطلع العلوم کے سربراہ تھے۔ پوری زندگی انہی دینی سرگرمیوں میں گزری۔ اپنی جماعت کی میڈیا پر بہترین ترجمانی کرتے تھے، حافظ صاحب کی حاضر جوابی، حسین اور پُرلطف پیرائے میں کہے گئے ان کے برجستہ جملے اور مثالیں مدتوں یاد رہیں گی۔ حافظ حسین احمد صاحب بہت ہی کمال کے خطیب بھی تھے، جب بولتے تو بولتے چلے جاتے، الفاظ اور جملے روانی کے ساتھ اور رعب دار آواز کے ساتھ مجمع پر سحر طاری کر دیتے، تقریر شروع ہونے کے کچھ ہی وقت بعد مجمع ان کی مٹھی میں ہوتا۔ آج بھی ان کی تقریریں اور خطابات ذہن میں تازہ ہیں۔ آخر میں کئی سال گردوں کے عارضہ میں مبتلا رہے۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے، سیئات سے درگزر فرمائے اور ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ بہت ہی با کمال انسان تھے۔ (مولانا سیّد زین العابدین، کراچی)

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق

سیّد نجیب اللہ ژوبی

گزشتہ دو صدیوں کے دوران انگریز نے مسلمانوں میں جتنے غداروں کی پرورش کی ہے، ان میں ”مرزا غلام احمد قادیانی“ کا نام سب سے نمایاں ہے، وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ”سادہ لوح“ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے، ان کو مرتد بنانے، مسلمانوں کو دینی، سیاسی، معاشی اقتصادی، معاشرتی ہر اعتبار سے تہی دست کرنے کے درپے ہے، جب کہ دوسری طرف امت مسلمہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے زندیق اور اسلام سے خارج ہیں۔

مرزا قادیانی کا نام ونسب:

مرزا قادیانی کا نام: ”مرزا غلام احمد قادیانی، والد کا نام غلام مرتضیٰ، دادا کا نام عطا محمد تھا۔“ مرزا غلام احمد قادیانی مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ گاؤں قادیان میں سن ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔“

(خزائن، ج:۱۳، ص:۱۱۷)

حکومتِ برطانیہ کی پشت پناہی کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے سن ۱۸۸۰ء سے لے کر سن ۱۹۰۱ء تک دین اسلام کے خلاف مختلف دعوے کئے۔ جب کہ دوسری طرف ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو علمائے حق کی قربانیوں کی بدولت حکومتِ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبران نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر ”کافر“ قرار دے دیا۔ اسی طرح ۲۶؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومتِ پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو شعائر اسلام (نماز، اذان، سلام وغیرہ) کے استعمال سے روک دیا۔

قادیانی اور عام کافروں کے درمیان فرق جاننے سے قبل بطور مقدمہ چند اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہیں۔

کفر کیا ہے؟ کفر کی مختلف نوعیتیں:

کفر اسلام کی ضد ہے۔ کفر کی تین قسمیں بالکل ظاہر ہیں:

(۱) مطلق کافر: وہ ہے جو علانیہ کافر ہو۔ اس میں یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ اور مشرکین سب داخل ہیں۔ یہ کھلے ”کافر“ ہیں۔

(۲) منافق کافر: وہ ہے جو زبان سے ”لا الٰہ الا اللہ“ کہتا ہے، مگر دل کے اندر کفر چھپاتا ہے اور منافقوں کا کفر عام کافروں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ انہوں نے کفر اور جھوٹ کو جمع کیا۔

(۳) زندیق کافر: وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے اور زندیق کا کفر، ان منافقوں سے بڑھ کر ہے کہ ”یہ خالص کُفر“ لیکن اس کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں۔

زندیق کا حکم:

درمختار، شامی اور فقہ کی دوسری کتابوں میں ہے کہ اگر کوئی زندیق از خود آ کر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر گرفتاری کے بعد توبہ کرتا ہے، تو ”توبہ“ قبول نہیں کی جائے گی، چاہے سو مرتبہ توبہ کرے، سزائے ارتداد اس پر نافذ کی جائے گی۔ یعنی شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:

قادیانی اور دوسرے کافروں میں چند ”نمایاں“ فرق ہیں:

(۱) ”دوسرے کافر سادے کافر ہیں اور قادیانی صرف کافر اور غیر مسلم نہیں، بلکہ وہ مرتد اور زندیق ہیں۔“ کیونکہ انہوں نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کتے اور خنزیر کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کر رہے ہیں، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے۔ یہ جرم شریعت کے ہاں ناقابل معافی ہے۔ اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ (تحفۂ قادیانیت، ج:۳، ص:۳۸)

(۲) ”دوسرے کافر خود جھوٹے ہیں، مگر ان کا نبی سچا ہے، جب کہ قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں اور ان کا ”نبی“ بھی جھوٹا ہے۔“

(ردِّ قادیانیت، ص:۱۲۷)

(۳) ’’تمام کافر، مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اپنے اوپر اسلام کا لیبل نہیں لگاتے ہیں۔ جیسے: عیسائی، یہودی، ہنود وغیرہ جب کہ قادیانی ایسے زندیق ہیں جو مسلمانوں کو کافر اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔‘‘

(قادیانیت کا تعاقب، ص:۱۱۶)

(۴) عام کافروں نے اسلام کی تشریحات اور شعائر اللہ میں اتنا دجل وفریب نہیں کیا ہے، جب کہ ’’قادیانیوں اور مرزائیوں نے قرآن کریم کی آیات، فریضۂ جہاد، احادیث طیبہ، صحابہ کرامؓ کے ارشادات اور بزرگانِ دین کے اقوال کو توڑ مروڑ کر اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔‘‘ (ردِ قادیانیت، ص:۱۲۷)

(۵) عام کافر من حیث الجماعت اسلام کے خلاف مال خرچ نہیں کرتے ہیں، جب کہ قادیانی من حیث الجماعت اسلام کے خلاف اپنا مال استعمال کرتے ہیں۔

(مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ)

(۶) ہر عام کافر: کافر ضرور ہے، مگر گستاخ نبی نہیں ہوتا ہے، جب کہ ہر قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا گستاخ ہے۔

(۷) عام کافروں نے اپنے نبیؑ وقت کی کتاب کے مقابل کتاب نہیں بنائی۔ جب کہ ’’قادیانی عقیدہ ہے کہ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ ’’تذکرہ‘‘ آخری وحی ہے۔‘‘

(فتاویٰ بینات، ج:۱، ص:۱۹۷)

(۸) عام کافروں کے نبیوں نے ’’کُن فیکون‘‘ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جب کہ ’’مرزا غلام احمد قادیانی نے سن ۱۸۹۲ء میں ’’کُن فیکون‘‘ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ الہام: ’’انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔‘‘

(تذکرہ، ص:۲۰۳، آئینۂ قادیانیت، ص:۱۶۸)

الحمدللہ! ہم نے جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچادیا ہے، برطانیہ قادیانیوں کی ماں ہے، جس نے اُن کو جنم دیا، اب ان کا گروہ اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھا ہے اور وہاں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو للکار رہا ہے، یورپ، امریکا، افریقا کے وہ بھولے بھالے مسلمان جو نہ پوری طرح اسلام کو سمجھتے ہیں۔ نہ ان کو قادیانیت کی حقیقت کا علم ہے۔ جب کہ یہ ان کو مرتد بنا رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ نے بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا پوری دنیا میں بلند کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ ان حضراتِ اکابرین سے جڑنے اور شب وروز دعاؤں میں یاد رکھنے کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پوری امت مسلمہ کی ہر شر اور فتنہ سے بالخصوص ’’فتنۂ قادیانیت‘‘ سے حفاظت فرمائیں اور محافظین ختم نبوت کی جملہ کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

ختم نبوت کی برہان قاطع

’’انبیاء ورسل کی بعثت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہوچکا اور ہمارے پاس انقطاع نبوت کے سیکڑوں دلائل موجود ہیں، لیکن اگر بالفرض اس کا کوئی اور ثبوت نہ ہوتا تو یہی ایک برہانِ قاطع کافی تھی کہ اگر پیغمبر عربی علیہ السلام کے بعد دنیا میں کوئی نبی مبعوث ہونے والا تھا تو آپ کے وقائع حیات بھی اسی طرح طاقِ نسیان کی نذر ہوجاتے جس طرح انبیائے سابقین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی نسیاً منسیاً ہوچکے تھے اور ان کی تدوین کی طرف لوگوں کو کوئی التفات نہ ہوتا، لیکن ہم جب دیکھتے ہیں کہ انبیائے سلف میں سے کسی نبی کے تفصیلی حالاتِ زندگی دنیا میں موجود نہیں ہیں، حالانکہ ان میں متعدد ایسے رسول بھی تھے جن کے ماننے والے ہر زمانے میں صفحۂ ہستی پر کروڑوں کی تعداد میں موجود رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں، تو عقل دور اندیش یہی فیصلہ کرتی ہے کہ پہلے انبیاء کا دورِ نبوت ورسالت منقضی ہوچکا تھا، اس لئے ان کے تفصیلی حالاتِ زندگی کی بقا بھی غیر ضروری تھی بخلاف ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، کہ آپ کی نبوت وشریعت کا سلسلہ ابدالآباد تک جاری ومستمر رہنے والا تھا، اس لئے خدائے حکیم کی قدرت قاہرہ نے آپ کی کلی وجزئی سوانح حیات کے حفظ وبقا کا غیر معمولی اہتمام فرمایا۔‘‘

(سیرتِ کبریٰ، از: مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ، ج:۱، ص:۱۵و۱۶، ناشر: کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بلند پایہ شیخ طریقت اور ماہر علوم استاذ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شیخ التفسیر، زبدۃ العارفین، عمدۃ الکاملین، جامع شریعت وطریقت حضرت اقدس سیدی و مرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ دنیائے رُشد وہدایت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ آپ کے دست حق پرست ہزار ہا لوگوں نے فسق وفجور سے توبہ کی، سینکڑوں لوگوں کو آپ کی برکت سے ولایت ملی اور ہزار ہا افراد کو آپ کی صحبت کی برکت سے عالم اسلام کی قیادت و سیادت نصیب ہوئی۔ آپ کی صحبت کی برکت سے سنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر عمل آسان ہوجاتا۔ اتباع نبوی آپ کی نس نس میں رچی بسی ہوئی تھی، آپ کی نماز کو دیکھ کر سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا طرز معلوم ہوجاتا۔

ایک مرتبہ آپؒ مسجد شریف سے باہر نکل رہے تھے کہ سامنے ریلوے لائن سے کسی گاڑی نے ہارن دیا۔ حضرتؒ نے رفقاء سے دریافت فرمایا کہ کون سی گاڑی ہے؟ جبکہ ان دنوں غالباً خان پور سے ملتان تک ''لنڈی'' پسنجر چلتی تھی تو کسی ساتھی نے عرض کیا کہ ''لنڈی سنڈی'' ہوگی تو اس پر آپ نے فرمایا کہ لنڈی تو ہوئی، سنڈی کیا ہوئی؟ اس نے عرض کیا کہ یہ مہمل لفظ ہے، اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ: ''آج سے بیس سال قبل میرے شیخ نے مہمل لفظ بولنے سے منع فرمایا تھا، الحمدللہ! بیس سال میں زبان سے کوئی مہمل لفظ نہیں نکلا۔''

سبحان اللہ! کیا تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے اور استقامت علی الدین ہے کہ شیخ کے روکنے سے بیس سال تک زبان سے کوئی مہمل لفظ نہیں نکلا۔

دوسرا واقعہ: آپ کے داماد اور بھانجے تھے مولانا عبدالحمید صاحبؒ جو اپنے گھر سے مدرسہ کی طرف جارہے تھے اور حضرت والا مہمان خانے کے سامنے تشریف فرما تھے، مولانا مرحوم سلام عرض کرنا بھول گئے۔ مولانا جب چند قدم جاچکے تو فرمایا: عبدالحمید! ادھر آؤ، مولانا حاضر ہوئے۔ فرمایا: آپ نے السلام علیکم کہا؟ تو مرحوم نے عذر کیا، فرمایا: گھر کی طرف جاؤ اور واپس آکر سلام کرو۔ چنانچہ وہ چند قدم گئے اور واپس آکر سلام کیا۔ غرضیکہ اپنے خدام، رفقاء، مریدین ومتوسلین کے اعمال پر کڑی نظر رکھتے تاکہ ان کی تربیت ہوسکے۔

بندہ کا بیعت کا تعلق حضرت بہلویؒ سے تھا اور حضرت والا سے دورۂ تفسیر پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ یہ تقریباً ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے۔ پندرہ پارے حضرتؒ نے پڑھائے اور پندرہ حضرت اقدس مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے پڑھائے۔ حضرت بہلویؒ کے پڑھانے کا انداز بہت خوب تھا، سورۃ کا سورۃ سے، آیت کا آیت سے حتی کہ ایک جملہ کا دوسرے جملہ سے ربط بیان فرماتے۔ جب آخری سبق تھا۔ غالباً رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا کوئی دن تو حضرتؒ بہت روئے، خود بھی روئے سامعین کو بھی خوب رلایا اور ہاتھ جوڑ کر شرکاء دورۂ تفسیر سے معافی مانگ رہے ہیں کہ آپ لوگ بیمار ہوئے میں عیادت نہ کرسکا۔ آپ کے شایانِ شان خور ونوش کا انتظام نہ کرسکا۔ مجھے خدا کے لئے معاف کر دیں، جب تک طلبا سے کہلوایا نہیں، اس وقت تک روتے رہے۔

بندہ حضرت دین پوریؒ کی خدمت میں:

حضرتؒ کی وفات غالباً ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ بندہ دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہونے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے رحیم یار خان میں مبلغ مقرر ہوا تو حضرتؒ کی وفات کے بعد سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا میاں عبدالہادیؒ دین پوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت دین پوریؒ نے استفسار فرمایا کہ پہلے بھی کسی بزرگ سے تعلق رہا ہے؟ بندہ نے جب حضرت بہلویؒ کا بتلایا تو حضرت

دین پوریؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کسی نے سچ کہا:

"قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری"

حضرت دین پوریؒ نے اپنے متعلق ایسے جملے ارشاد فرمائے کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں، بہرحال بہت ہی ادب و احترام اور عقیدت سے حضرت بہلویؒ کا نام لیا۔

حضرتؒ کے کس کس وصف کا تذکرہ کیا جائے مجھ میں نہ تو لکھنے کی ہمت اور نہ حضرتؒ کے مقامِ رفیع کا ادراک۔ بہرحال! حضرتؒ کی صحبت میں گزرے ہوئے ایام حاصل زندگی ہیں۔

حضرتؒ کی زندگی مبارک کے آخری ایام میں حضرتؒ پر کیف و مستی کی عجیب وغریب کیفیات طاری تھیں۔ ہمارے جیسے عام طالب علم بھی حاضر ہوتے اور حضرتؒ سے واپسی کی اجازت طلب کرتے تو حضرت والا فرماتے: "میاں! میرے حسنِ خاتمہ کی دعا کرنا۔"

حضرت اپنے سے سابقین کی روایات کے امین اور بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ تھے۔

حضرت والا نے ہزار ہا لوگوں کی اصلاح فرمائی۔

حضرتؒ کی ایک وصف نرالی یہ دیکھی کہ ساری زندگی مسجد، مدرسہ سے کبھی تنخواہ نہیں لی۔

حضرت والا کی خدمت میں کسی ایسے مریض کے لواحقین آ کر شکایت کرتے کہ ہمارے فلاں عزیز کو جنات کا عارضہ ہے تو اس پر حضرتؒ فرماتے کہ جب جن حاضر ہو تو اسے کہنا کہ عبداللہ بہلوی والا اسلام کہہ رہا تھا۔ یہ جملے کہنے سے جن مریض کو پھر تنگ کرنا چھوڑ دیتے تھے۔

☆☆ .... ☆☆

کتاب کی تقریبِ رونمائی!

نشانِ منزل لہو کے قطرے

قادیانیت سے اسلام لانے تک کا سفر

نو مسلمہ بہن خنساء محمد امین صاحبہ کی کتاب "نشانِ منزل لہو کے قطرے" کی تقریب رونمائی زیر صدارت سیکریٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ بروز بدھ 12/فروری 2025ء (اسلام آباد ہوٹل) میں ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ تھے۔ تقریب رونمائی کا اہتمام حضرت مولانا حافظ خلیل احمد سارنگزئی صاحب نے کیا تھا، جس میں علمائے کرام، عوام الناس اور میڈیا اینکر پرسنز کی بڑی تعداد شریک تھی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: "ہماری بہن خنساء محمد امین جنہوں نے اسلام لانے کی پوری داستان لکھی ہے اور پورا سفرنامہ انہوں نے ذکر کیا، اس راستے میں مشکلات کا ذکر کیا اور تب جا کر وہ ایک مقدس منزل پر پہنچیں۔

اس راستے میں جنہوں نے بھی ان کا تعاون کیا ہے، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں اور ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں، لیکن یقیناً اسلام کا راستہ یہ قرآن کریم کے الفاظ میں ایک گھاٹی ہے، مشکل گزر گاہ ہے، فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ (البلد:11،12) اور اللہ رب العزت نے اسی حوالے سے فرمایا کہ: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ" (البلد:4) کہ بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے، کہ وہ جب شریعت کی راہ میں اور اس گھاٹی میں قدم رکھتا ہے، تو جانتے ہو وہ کیا گھاٹی ہے؟ اس میں انسانیت کی آزادی کا پیغام ہے، فَكُّ رَقَبَةٍ۔" (البلد:13)

بہر کیف تین گھنٹے پر محیط اس پروگرام میں علمائے کرام نے اپنے اپنے انداز سے ہماری نو مسلمہ بہن کے قبولِ اسلام اور ان کی کتاب "نشانِ منزل لہو کے قطرے" پر اظہارِ خیال فرمایا اور خود خنساء بہن نے بھی اس تقریب میں اپنے تاثرات پیش کیے، اس کتاب کی تدوین واشاعت میں محترم مولانا حافظ خلیل احمد سارنگزئی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کا کردار کسی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتا، ان دونوں نے اسے اپنی بیٹی بنایا ہوا ہے اور اس رشتے کو حقیقی انداز سے نبھا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کتاب کو دیگر قادیانیوں کے لئے بھی راہ ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(خالد محمود سابق یوئیل کندن، کراچی)

☆☆ .... ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

رمضان المبارک کی مصروفیات:

عزیز القدر مولانا ابوبکر صدیقؒ کے منجھلے فرزند ارجمند حافظ عبدالرحمٰن کے جس نے جامعہ خیرالمدارس ملتان کے تجوید وقرأت اور گردان کے استاذ حضرت قاری محمد اقبال رحیمی مدظلہ سے ۲۰۲۴ء میں گردان مکمل کی، رمضان المبارک کی پہلی دو تین تراویح ان کی اقتدا میں جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ صدیق آباد شجاع آباد میں ادا کی۔ نیز رمضان المبارک کے ابتدائی تین روز ۳، ۴ اور ۵ رمضان المبارک ظہر سے عصر تک تنظیم اہلسنت کے زیر اہتمام ان کے مرکزی دفتر نواں شہر ملتان میں تحقیق المسائل کے کورس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے شبہات کے جوابات، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی کے کردار وکریکٹر پر علمائے کرام سے گفتگو کی۔

رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ۷/ مارچ بہاولپور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ کے حکم پر بہاولپور ماڈل ٹاؤن سی کی جامع مسجد ابوبکر صدیق میں پڑھایا۔ مسجد کے متولی شیخ حفیظ الرحمٰن مدظلہ ہیں، آپ نے جوانی میں بہاولپور کے دینی معاملات، تبلیغی جماعت کے ساتھ بھرپور کردار ادا کیا۔

۷/رمضان المبارک عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد فیصل اور مغرب کے بعد جامع مسجد محمدیہ جیا موسیٰ لاہور میں بیان کیا۔ رات آرام و قیام جامع مسجد مرکزی اہل السنت والجماعت کامونکی میں کیا اور اگلے روز یعنی ۸/ رمضان المبارک صبح کی نماز سے پہلے تقریباً بیس منٹ بیان کیا۔ جامع مسجد ہذا اہل حق کا اور بڑا مرکز ہے۔ جس کے بانی فاضل دیوبند مولانا حافظ عبدالشکور قاسمیؒ تھے۔ مرحوم نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا اور اسی مسجد کے ایک سابق امام، مسجد سے ملحقہ مدرسہ کے قدیمی استاذ حافظ احمد دینؒ کی خدمات قرآنی پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور ان کی مغفرت، پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

اسی روز عصر کی نماز کے بعد واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ کی مرکزی مسجد میں بیان کیا۔ ۹/ رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد شالیمار ٹاؤن گوجرانوالہ کی مرکزی مسجد میں بیان کیا۔ فہم دین کورس گوجرانوالہ کے بانی متحرک وفعال عالم دین مولانا حافظ گلزار احمد آزاد کی دعوت پر جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن میں کذبات مرزا قادیانی پر بیان کیا۔ فہم دین کورس مولانا حافظ گلزار احمد آزاد سالہا سال سے کراتے چلے آ رہے ہیں۔ پورا رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ مختلف عنوانات پر درس ہوتے ہیں۔ جن میں اہل حق کی جماعتوں کے راہنما اور ذمہ داران مختلف عنوانات پر بیان کرتے ہیں۔

۱۰/ رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد گارڈن ٹاؤن گوجرانوالہ کی پُرشکوہ جامع مسجد محمد خان میں پندرہ بیس منٹ مجلس کی کارکردگی پر بیان ہوا۔ اسی روز عصر کی نماز کے بعد ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کی جامع مسجد زینب میں بیان کیا۔ جامعہ عثمانیہ پونڈانوالہ کے بانی مولانا عبدالقدوسؒ تھے۔ موصوف فنافی الجمعیۃ تھے۔ ہر سال مجلس اور جمعیت کے زعماء کے اعزاز میں افطار پارٹی کا اہتمام کرتے تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن نے ۱۰/ رمضان المبارک کو افطاری کا انتظام کیا، اس میں شرکت مقامی مبلغ مولانا محمد عارف شامی کی معیت حاصل رہی۔ ۱۱/ رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ کی ایک اور مسجد قبا میں بھی بیان ہوا۔

جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور:

جامعہ کے بانی مولانا عزیز الحق تھے۔ ہمارے لاہور مجلس کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ صدر المدرسین اور شیخ الحدیث ہیں۔ حضرت مفتی صاحب، رمضان المبارک میں صرف ونحو کے طرز تدریس اور دوسرے اہم مسائل پر علمائے کرام اور طلبا کو تربیت دیتے ہیں، جس میں سینکڑوں علما وطلبا شرکت کرتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا بیان صبح دس بجے سے پونے دو بجے تک ہوتا ہے جو طرز تدریس کے ساتھ ساتھ اصلاحی بھی ہوتا ہے اور حضرت مفتی صاحب طلبا وعلماء کرام کو اپنے بزرگان کے مجاہدانہ، غازیانہ، صوفیانہ واقعات سے روشناس کراتے ہیں۔

ایک ہفتہ لاہور میں:

گوجرانوالہ سے فارغ ہوکر ۱۲/ مارچ کو لاہور آنا ہوا، قبل از نماز ظہر حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے درس جامعہ محمدیہ چوبرجی میں حاضری دی۔ حضرت نے حسب معمول ظہر کی نماز سے پہلے دورہ میں شریک طلبا سے خطاب کا حکم فرمایا۔ تقریباً دوسو طلبا سے گفتگو کا موقع ملا، اورانہیں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنا فریضہ ادا کرنے کی تلقین کی۔ ۱۳/ مارچ کو مولانا عبدالنعیم سلمہ کے طے کردہ پروگرام میں شرکت کی۔ ۱۴/ مارچ جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد سعدی پارک لاہور میں دیا۔

سعدی پارک کی وجہ تسمیہ:

اس محلہ میں ایک بزرگ شیخ سعدی بلخاریؒ کا مزار ہے۔ شیخ سعدیؒ پیدائشی اور باکرامت بزرگ تھے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کے اذکار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ سے سیکھے اور مجاز ہوئے۔ آپ نے چالیس سال تک اسلامیان لاہور کی دینی، روحانی خدمات سرانجام دیں۔ ہزارہا لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ نیز آپ باکرامت کے ساتھ ساتھ ’’مستجاب الدعوات‘‘ بزرگ تھے۔ آسیب اور جنات کے مریض پر توجہ ڈالتے تو مریض ٹھیک ہوجاتا۔ آپ نے اورنگزیب عالمگیرؒ کے دورِ شاہی میں ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ مطابق ۲۰/ اکتوبر ۱۲۶۶ء میں انتقال فرمایا۔ اسی محلہ میں محوِ استراحت ہیں۔ اس مسجد میں مولانا محمد احسن ایک عرصہ تک امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مسجد شہید کر کے نئے اور خوبصورت انداز میں تعمیر کی گئی اس وقت مسجد کی انتظامیہ میں حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کے خادم میاں رضوان نفیس مدظلہ شامل ہیں۔ ان کی دعوت پر ۱۴/ مارچ جمعۃ المبارک کی نماز اور خطبہ سے پہلے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد جامعہ صدیقہ توحید پارک کی جامع مسجد میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ صدیقیہ کے بانی ہمارے بہت ہی مہربان بزرگ مولانا قاری عبدالقیومؒ تھے۔ اس وقت آپ کے فرزندار جمند مولانا قاری محمد اسلم مسجد و مدرسہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مدرسہ مصری لہجہ تجوید وقرأت کی معیاری درسگاہ ہے۔

۱۵/ مارچ عصر کی نماز کے بعد گلشن پارک اقبال ٹاؤن لاہور میں مختصر بیان ہوا، مسجد مکی کے ہمارے شجاع آباد کے مولانا قاری خادم حسین مدظلہ امام وخطیب ہیں آپ نے قرآن پاک کی تفسیر پر شاندار کام کیا ہے۔

۱۶/ مارچ صبح کی نماز کے بعد چونگی امرسدھو کے جامعہ حقانیہ میں بیان ہوا، جامعہ کے بانی و مہتمم مولانا عبدالشکور حقانی مدظلہ ہیں، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی رابطہ کمیٹی کے رکن، جید عالم دین اور منجھے ہوئے خطیب ہیں اور آپ کے دروس کا سلسلہ سوشل میڈیا پر جاری رہتا ہے۔

۱۷/ مارچ ظہر کی نماز کیولری گراؤنڈ کی جامع مسجد خالد میں ادا کی، جس کے خطیب مجلس لاہور کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا پروفیسر ظفراللہ شفیق مدظلہ ہیں، جبکہ قاری عبدالخالق مدظلہ عرصہ دراز سے خالد مسجد میں قائم مدرسہ میں قرآن پاک حفظ وناظرہ کے استاذ ہیں۔

مولانا خالد محمود کی دعوتِ افطار میں شرکت:

مولانا خالد محمود شادی پورہ لاہور باہمت عالم دین ہیں، ادارۃ الفرقان کے نام سے ادارہ چلارہے ہیں اور سلسلہ چشتیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد فاروقؒ کے خلیفہ اور مسترشد ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی رابطہ کمیٹی کے رکن رکین ہیں۔ آپ ہر سال مجلس لاہور کے راہنماؤں کے اعزاز میں افطاری کا اہتمام کرتے ہیں۔

۱۸/ مارچ کو آپ نے مجلس کے راہنماؤں مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، میاں محمد رضوان نفیس، قاری نورالحق کے اعزاز میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا، ان کی فرمائش پر راقم نے بھی شرکت کی۔

جامع مسجد خضریٰ سمن آباد:

ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی میں ان کی زندگی میں کئی ایک مساجد بنائی گئیں۔ ان میں سے ایک مسجد خضریٰ بھی ہے، جو سمن آباد کی مرکزی مسجد ہے۔ لاہور کے نامور عالم دین مولانا عبدالرؤف فاروقی مدظلہ اس کے خطیب و امام ہیں۔ آپ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے زمانہ میں ان کی جمعیت کے مرکزی ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ ’’مطالعۂ مذاہب‘‘ کے نام سے ماہنامہ اور معیاری جریدہ نکالتے ہیں، جس میں یہود و نصاریٰ کے کافرانہ عقائد کا مدلل انداز میں رد ہوتا ہے۔ گوجرانوالہ کے علاقہ کامونکی میں جامعہ اسلامیہ کے نام سے دینی ادارہ بھی چلا رہے ہیں۔ راقم کے مذکورہ بالا پروگراموں کا اہتمام مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ اور مولانا طاہر مجید نے کیا۔☆☆

اعلان داخلہ

1446ھ | 2025ء

ملک کی عظیم دینی درسگاہ

جامعہ عربیہ ختم نبوت

مسلم کالونی، چناب نگر، چنیوٹ

درس نظامی

اعدادیہ تا دورہ حدیث

- سیرت وعقیدہ ختم نبوت کی خصوصی تعلیم
- اکابر علماء دیوبند کے سوانح کی تعلیم
- اردو، عربی کمپوزنگ کی ٹریننگ
- ڈیجیٹل لائبریریز کا استعمال
- خطابت کی عملی مشق
- عصری تعلیم (میٹرک، ایف اے اور بی اے) کا حسین امتزاج
- ماہر و تجربہ کار اساتذہ کرام کے زیر نگرانی
- طلباء کی دینی تربیت و تہذیب اخلاق پر خصوصی توجہ
- عقائد اہل سنت والجماعت کی تعلیم اوران کے رسوخ کے لیے خصوصی کاوش

تحفیظ القرآن

حفظ و ناظرہ

- ماہر قراء کرام
- تجوید و ترتیل پر توجہ
- منزل میں پختگی پیدا کرنے کے لیے ماہانہ جائزہ کی ترتیب
- بنیادی عقائد و اعمال کی تعلیم
- یومیہ سبق و منزل کی چیکنگ
- پرائمری سکول کی لازمی تعلیم

سہولیات

- کھانے پینے اور رہائش کی مفت سہولت
- صاف ستھرا اور کشادہ ماحول
- جدید سسٹم سے آراستہ وسیع لائبریری
- مفت کپڑوں کی فراہمی
- مفت علاج معالجے کی سہولت
- مفت درسی کتب کی فراہمی
- معقول ماہانہ وظیفہ

تاریخ داخلہ

5 شوال المکرم سے شروع ہوگا

آغاز تعلیم

15 شوال المکرم سے باقاعدہ

زیر اہتمام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان پاکستان

ڈیزائن کردہ: احتشام الحسن 0331-8468887

رابطہ دفتر انتظامیہ جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر (چنیوٹ)

0300-4304277
0300-6733670
0302-7864929